رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دار الامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر ... علی احمدی

محمد سلطان قادیانی

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۲۳-۲۴-۲۵ | یوم پنجشنبہ | مورخہ ۱۹ و ۲۶ اگست و ۲ ستمبر ۱۹۲۰ء | یوم پنجشنبہ | جلد ۵

سلسلہ کی خبریں

(۱) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ ڈلہوزی تشریف رکھتے ہیں اور حضور کی صحت میں دن بدن خدا کے فضل سے نمایاں ترقی ہے احباب دعائیں کریں کہ خداوند کریم حضور پر نور کو بخیریت تمام دار الامان میں واپس لائے بعد صحت کامل عطا فرمائے۔ آمین

(۲) خاکسار ایڈیٹر فاروق ایک احمدیہ جلسہ پر بحکم امیر قادیان حضرت مولانا شیر علی صاحب سنور ریاست پٹیالہ میں گیا تھا۔ جہاں سے آج یکم ستمبر کو فائز المرام واپس آیا۔ اور ایک ذی ثروت تاجر شیخ غلام محمد صاحب خاکسار کی تبلیغ سے داخل سلسلہ عالیہ ہوئے خدا استقامت بخشے آمین

(۳) برادر شیخ عبد الرحیم صاحب انبالوی کا نوجوان بیٹا بعمر ۱۸ سال ایک ہفتہ بعارضہ بخار مبتلا ہو کر فوت ہو گیا ہے شیخ صاحب موصوف کا یہ ایک ہی بیٹا تھا جسکی شادی شیخ صاحب نے اپنے بڑے بھائی شیخ عبد الرحمن صاحب ہیڈ کلرک خزانہ انبالہ کی دختر سے کی تھی۔ اس جوان موت سے دو نوں بھائیوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل کی

فاروق کیوں دیر سے نکلتا ہے۔

اس سوال کا جواب بہت طویل ہے جسکو انشاء اللہ میں کسی اشاعت میں مفصل لکھونگا۔ سردست مختصراً یہ جواب ہے۔ کہ قادیان میں مطابع کا کام ایسی حالت میں ہے۔ کہ اسکے متعلق کوئی پیش نہیں چل سکتی۔ گو کتنا ہی تقاضا ہو کہ جلد اخبار چھپ جائے۔ مگر کارکنان پریس ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اور تمام اخبارات کو جو ایک ہی پریس پر چھپتے ہیں۔ کوئی وقعت نہیں دیجاتی۔ بالکل فرصت ہو۔ اور دوسرا کوئی انکا اپنا کام پریس میں موجود نہ ہو۔ تو اسوقت وہ اخبار کی کاپیوں کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ رہے رسالے یا کتابیں وغیرہ ان کے چھاپنے سے تو ایسے بری ہیں۔ کہ مہینوں میں بھی ایک رسالہ چھاپکر دینا وہ معاہدہ کے خلاف سمجھتے ہیں اخبار کی کاپیاں خواہ کتنی ہی قبل از وقت دی جائیں مگر وہ ضرور بعد از وقت ہی چھاپکر دینگے۔ اور ہماری چیخ و پکار کی وہاں تک ذرا بھی رسائی نہیں ہوتی یہی وجہ ہے۔ کہ فاروق بھی اور دیگر اخبارات سلسلہ بھی بوجہ بے نظمی پریس (جسپر نگران افسر پریس کی توجہ مبذول نہیں ہوتی۔ خواہ کوئی کتنا ہی واویلا کرے۔) اوقات معینہ پر نہیں نکلتے۔

صرف ایک پریس ہے۔ جس پر سب سے مقدم الفضل دوسرے نمبر پر تشحیذ الاذہان چھپنا ضروری ہے۔ ان سے اگر وقت بچ نکلے۔ تو کسی پرچہ اخبار کو جسپر کارکنان مطبع کی نظر عنایت ہو چھاپ دینگے۔ نور۔ فاروق۔ رفیق حیات سب ایک پریس پہ چھپتے ہیں۔ پریس بالکل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل کو ہفتہ میں دو بار چھاپنے کا ذمہ وار ہے۔ اور کسی کا اپنے خیال میں ذمہ وار نہیں ہے۔ یہ ایک مصیبت ہے۔ جس کا دور کرنا خدا کے فضل پر منحصر ہے۔ اگر فاروق پریس کیلئے پریس مین دستیاب ہو جائے۔ تو کام میں بہت آسانی ہو سکتی ہے۔ مگر باوجود تلاش بسیار کے معقول تنخواہ دینے پر بھی پریس مین نہیں ملتا۔ ناظرین فاروق میں سے اگر کوئی دوست پریس مین تلاش کر دیں۔ جو دستی پریس پر عمدہ کام کر سکتا ہو۔ تو میں معقول تنخواہ دینے کو تیار ہوں میری مدد کریں۔ اخبار کے دیر سے نکلنے میں میرا ذاتی قصور نہیں۔ جو کام دوسرے کے اختیار میں ہے۔ اوسکو نہیں کر سکتا ہوں۔ نہ کوئی تدبیر اوسکی اسجگہ ہو سکتی ہے۔ اللہ رحم کرے آمین۔

(مینجر فاروق)

نئی دنیا میں احمدیت

نمبر ۱

میرا ایمان ایک مکرم دوست لکھتے ہیں۔ کہ لاہور میں ایک صاحب کے پاس تمہارا کوئی خط ہے اور وہ لوگوں کو دکھا رہے ہیں۔ کہ تم آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان کیواسطے رسول نہیں سمجھتے۔ صرف مسیح موعودؑ کو سارے جہان کیواسطے رسول سمجھتے ہو۔ اور وہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ یورپ کا اثر ہے۔ جو مفتی کا ایمان ایسا بگڑ گیا ہے۔

اس قصہ کو سنکر مجھے کچھ بہت تعجب نہیں ہوا۔ کیونکہ ایسی غلط افواہیں۔ اور بے سر و پا روایتیں اکثر کسی نہ کسی ذریعہ سے مخالفین کے درمیان پھیل جایا کرتی ہیں۔ البتہ اس تحریر کے ذریعہ سے اعلان کرتا ہوں۔ کہ میرا عقیدہ اب بھی ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ کہ حضرت خاتم النبیین محمد سرور انبیاء تمام جہان کیواسطے نبی ہو کر آئے۔ اور آپ ہی کے سبب سے حضرت نبی اللہ مسیح موعودؑ سارے جہان کیواسطے نبی اور رسول ہو کر آئے ہیں۔

تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

یہی تعلیم میں اس ملک میں لوگوں کو دیتا ہوں۔ اور میرے رسالے اور مضامین جو میں نے اس ملک میں شائع کئے ہیں اور ان کے پرچے ہندوستان بھی بھیجے ہیں۔ اس امر کے گواہ ہیں

تعداد نو مسلمین اسوقت تک (۱۹ جولائی ۱۹۲۰ء) پینتیس ۳۵ اشخاص اس ملک میں عاجز کے ہاتھ پر داخل اسلام ہو چکے ہیں۔ جنکی مفصل رپورٹیں اخبارات کو روانہ کی جا چکی ہیں۔ اور انکی دستخطی درخواستہائے بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بھیجی جا چکی ہیں۔ انکے علاوہ ایک جماعت عربی۔ مصری۔ ہندی۔ البانین مسلمانوں کی داخل سلسلہ احمدیہ ہوئی ہے۔ انکی مفصل رپورٹ بھی روانہ کی جا چکی ہے۔

طریق تبلیغ سر دست تبلیغ زیادہ تر تقسیم لٹریچر کے ذریعہ سے کی جا رہی ہے۔ مگر گذشتہ چار ہفتہ سے ہر اتوار کو ایک لیکچر ہوتا ہے۔ ان لیکچروں کیواسطے ایک ہال کرایہ پر لیا گیا ہے۔ اور اسپر بورڈ لگایا گیا ہے

"احمدیہ لیکچر ہال"

اسکے علاوہ پارک میں ملاقات اور گفتگو کے ذریعہ سے تبلیغ کیجاتی ہے۔ لیکچر کے بعد سوالات کی اجازت دیجاتی ہے اور سوالوں کے جواب دیئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص کے سوالات یہاں لکھے جاتے ہیں:

سائل۔ آپ نے لیکچر میں کہا ہے۔ کہ آپ مسیح کو نبی مانتے ہیں۔ اگر آپ مانتے ہیں۔ تو اسنے تو خدائی کا دعوٰی کیا ہے اور ہمیشہ زندہ ہے اسکو ماننا چاہیئے۔

صادق۔ (بائبل ہاتھ میں لیکر) یہ عیسائیوں کی بائبل ہے اسمیں سے کسی ایک آیت میں یہ لفظ آپ دکھا دیں۔ کہ مسیح نے دعوٰی کیا ہے کہ میں خدا ہوں۔ یا یہ دعوٰی کیا ہو۔ کہ میں ہمیشہ زندہ رہونگا۔ تو میں اسے قبول کر لونگا۔ اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں۔ کہ آپ ہرگز ہرگز بائبل میں سے یہ باتیں دکھا نہیں سکتے۔ اسکی قبر تو میرے ملک ہندوستان میں موجود ہے۔ جہاں وہ مثل دیگر بزرگان زیر زمین مدفون ہوا تو پھر ہمیشہ کی زندگی کیسی؟

سائل۔ (لاجواب ہو کر) اچھا اگر عیسٰی مر گیا ہے تو اب ہم پھر کس کو مانیں۔

صادق۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سید المرسلین اور سارے جہان کے واسطے ہادی اور رہنما ہیں۔

سائل۔ (ہنس کر) وہ بھی فوت ہو گئے۔ اور زیر زمین مدفون ہو گئے۔

صادق۔ ہدایت کے طالبوں کیواسطے وہ فوت نہیں ہوئے ان کا روحانی مدرسہ جاری ہے۔ اور وہ اس مدرسہ کے معلم اوّل اور مدرس اعلیٰ اب تک شاگردوں کو تعلیم روحانی دے رہے ہیں۔ ہر وقت مسلمانوں میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جنہوں نے اس مدرسہ سے روحانی تعلیم کی تکمیل کی اور انہیں میں سے ایک شخص اس زمانہ میں گویا ہوا ہے

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

اسی کے نام پر یہ مشن سلسلہ احمدیہ کہلاتا ہے۔ کیا عیسائیوں میں کوئی ایسا ہے۔ جو اس قسم کا دعوٰی حضرت مسیح سے اس زمانہ میں تعلیم پانیکا کرے۔

سائل۔ بیشک ہیں۔ بہت ہیں۔ ہزاروں ہیں۔

صادق۔ انہیں سے کسی ایک کا نام اور ایڈریس آپ مجھے بتلائیں

سائل۔ بہت ہیں۔

صادق۔ بہت ہیں سے صرف ایک کا نام پوچھتا ہوں۔

بہت گفتگو کے بعد اور اصرار کے بعد سائل نے ایک پادری کا نام لکھایا۔ اس پادری کو میں نے خط لکھا ہے۔ جواب آنے پر انشاء اللہ تعالیٰ نمبر ۲ میں اسکا ذکر چھاپا جائے گا۔

ڈاک ڈاک میں بعض دوستوں نے کارڈ بھیجے ہیں۔ اور کارڈ پر علاوہ ایک پیسہ کے ٹکٹ کے ایک آنہ کا ٹکٹ لگایا ہے اسطرح کل ٹکٹ پانچ پیسہ کے ہو گئے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے ہندوستان سے امریکہ کے کارڈ پر صرف چار پیسے لگتے تھے۔ شاید اب قواعد بدل گئے ہوں۔ ایڈیٹر صاحب فاروق سے گذارش ہے۔ کہ اسکے متعلق بذریعہ اخبار کے مطلع فرما دیں۔

ڈاکخانجات ہند میں ایسے کارڈ بھی ملتے ہیں۔ جنپر ایک آنہ کا ٹکٹ چھپا ہوا ہوتا ہے۔ اور ایسے کارڈ جواب بھی ملتے ہیں اگر احباب خطوط کے جواب کیواسطے ہندوستانی ٹکٹ بھیجدیا کریں۔ تو وہ بھی یہاں کسی کام آ سکتے ہیں۔ ایسا ہی کوئی دوست کوئی شئے منگوانا چاہیں۔ تو ہندوستانی نوٹ ایک روپے یا پانچ روپے کے رجسٹری لفافہ میں روانہ کر دیں یہاں کام آ سکتے ہیں۔ مگر بڑی رقم ہو تو بذریعہ منی آرڈر یا کسی بنک کے چیک کے ذریعہ سے روانہ کرنی چاہیئے۔ اس ملک کے جن [illegible] دوست منگوانا چاہیں۔ وہ اطلاع دیں اور اطلاع کیساتھ کچھ رقم بھی ارسال کر دیں۔ تو انکو ایسے پرچے انشاء اللہ بھیجتے رہینگے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاروق

قادیان - مورخہ ۱۹-۲۶ اگست و ۲ ستمبر ۱۹۲۰ء

کلام الامام

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سیالکوٹ کے ضلع کا ایک نمبردار تھا۔ اُس نے بیعت کرنے کے بعد پوچھا۔ کہ حضور اپنی زبان مبارک سے کوئی وظیفہ بتادیں۔ فرمایا کہ نمازوں کو سنوار کر پڑھو۔ کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے۔ اور اسی میں ساری لذات اور خزائے بھرے ہوئے ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو۔ صدقہ و خیرات کرو۔ درود و استغفار پڑھا کرو۔ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ ہمسایوں سے مہربانی سے پیش آؤ۔ بنی نوع انسان بلکہ حیوانوں پر بھی رحم کرو۔ ان پر بھی ظلم نہ چاہئے خدا سے ہر وقت حفاظت چاہتے رہو۔ کیونکہ ناپاک اور نامراد ہے۔ وہ دل جو ہر وقت خدا کے آستانہ پر نہیں گرا رہتا۔ وہ محروم کیا جاتا ہے۔ دیکھو اگر خدا ہی حفاظت نہ کرے۔ تو انسان کا ایک دم گذارہ نہیں۔ زمین کے نیچے سے لیکر آسمان کے اوپر تک کے ہر طبقہ اس کے دشمنوں سے بھرا ہوا ہے۔ اگر الہٰی حفاظت شامل حال نہ ہو۔ تو کیا ہو سکتا ہے۔ دعا کرتے رہو۔ کہ اللہ تعالیٰ ہدایت پر کاربند رکھے۔ کیونکہ اسکے ارادے دو ہی ہیں۔ گمراہ کرنا۔ اور ہدایت دینا۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا پس جب اس کے ارادے گمراہ کرنے پر بھی ہیں۔ تو ہر وقت دعا کرنی چاہیئے کہ وہ گمراہی سے بچاوے اور ہدایت کی توفیق دے۔ نرم مزاج ہو کیونکہ جو نرم مزاجی اختیار کرتا ہے۔ خدا بھی اس سے نرم معاملہ کرتا ہے۔ اصل میں نیک انسان تو اپنا پاؤں بھی زمین پر پھونک پھونک کر احتیاط سے رکھتا ہے تا کسی کیڑے کو بھی اس سے تکلیف نہ ہو۔ غرض اپنے ہاتھ سے پاؤں سے آنکھ وغیرہ اعضاء سے کسی کو کسی نوع کی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اور دعائیں مانگتے رہو۔

مرزا خدا بخش صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے تھے ان سے وہاں کے جلسہ کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ انہوں نے سنایا۔ کہ ایک شخص نے یوں اعتراض کیا۔ کہ اسلام میں جو چار بیویاں رکھنے کا حکم ہے یہ بہت خراب ہے۔ اور ساری بداخلاقیوں کا سرچشمہ ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ چار بیویاں رکھنے کا حکم تو نہیں دیا۔ بلکہ اجازت دی ہے۔ کہ چار تک رکھ سکتا ہے۔ اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ چار ہی کو گلے کا ڈھول بنا لے۔ قرآن کا منشا تو یہ ہے۔ کہ چونکہ انسانی ضروریات مختلف ہوتی ہیں۔ اسواسطے ایک سے لیکر چار تک کی اجازت دیدی ہے۔ ایسے لوگ جو ایک اعتراض کو اپنی طرف سے پیش کرتے ہیں اور پھر وہ خود اسلام کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان کا ایمان کیسے قائم رہ جاتا ہے۔ وہ تو اسلام کے معترض ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ ایک مقنن کو قانون بنانے کیوقت کن کن باتوں کا لحاظ ہوتا ہے۔ بھلا اگر کسی شخص کی ایک بیوی ہے۔ اسے جزام ہو گیا ہے۔ یا آتشک میں مبتلاء ہے۔ یا اندھی ہو گئی ہے۔ یا اس قابل ہی نہیں رہی کہ اولاد اس سے حاصل ہو سکے۔ وغیرہ وغیرہ عوارض میں مبتلا ہو جاوے تو اس حالت میں اب اس خاوند کو کیا کرنا چاہیئے کیا اسی بیوی پر قناعت کرے۔ ایسی مشکلات کے وقت وہ کیا تدبیر پیش کرتے ہیں۔ یا بھلا اگر وہ کسی قسم کی بدمعاشی زنا وغیرہ میں مبتلا ہو گئی۔ تو کیا اب اُس خاوند کی غیرت تقاضا کریگی کہ اسی کو اپنی پر عصمت بیوی کا خطاب دے رکھے خدا جانے یہ اسلام پر اعتراض کرتے وقت اندھے کیوں ہو جاتے ہیں۔ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ وہ مذہب ہی کیا ہے۔ جو انسانی ضروریات کو ہی پورا نہیں کر سکتا۔ اب ان مذکورہ حالتوں میں عیسویت کیا تدبیر بتاتی ہے۔ قرآن شریف کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ کہ انسانی کوئی ایسی ضرورت نہیں۔ جس کا پہلے سے ہی اس نے قانون نہ بنا دیا ہو اب تو انگلستان میں بھی ایسی مشکلات کی وجہ سے کثرت ازدواج اور طلاق شروع ہوتا جاتا ہے۔ ابھی ایک لارڈ کی بابت لکھا تھا۔ کہ اس نے دوسری بیوی کر لی۔ آخر اسے سزا بھی ہوئی۔ مگر وہ امریکہ میں جا رہا۔

غور سے دیکھو کہ انسان کے واسطے ایسی ضرورتیں پیش آتی ہیں۔ یا نہیں۔ کہ یہ ایک سے زیادہ بیویاں کر لے جب ایسی ضرورتیں ہوں۔ اور ان کا علاج نہ ہو۔ تو یہی نقص ہے۔ جس کے پورا کرنے کو قرآن شریف جیسی اتم اکمل کتاب بھیجی ہے۔

اسی اثنا میں شراب کا ذکر شروع ہو گیا۔ کسی نے کہا کہ اب تو حضور شراب کے بسکٹ بھی ایجاد ہوئے ہیں۔ فرمایا شراب تو انسانی شرم۔ حیا۔ عفت۔ عصمت کا جانی دشمن ہے۔ انسانی شرافت کو ایسا کھو دیتی ہے۔ کہ جیسے کتے بلے گدھے ہوتے ہیں۔ اس کو پی کر بالکل انہی کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ اب اگر بسکٹ کی بلا دنیا میں پھیلی تو ہزاروں ناکردہ گناہ بھی ان میں شامل ہو جایا کریں گے۔ پہلے تو بعض کو شرم و حیا ہی روک دیتی تھی۔ اب بسکٹ لئے اور جیب میں ڈال لئے۔ بات یہ ہے کہ دجال نے اپنی کوششوں میں تو کمی نہیں رکھی۔ کہ دنیا کو فسق و فجور سے بھر دے مگر آگے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جو چاہے کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"آجکل کے سجادہ نشینوں کا تصوف"

آجکل کے صوفی آجکل کے پیر اور سجادہ نشین کس قسم کی معرفت الٰہی رکھتے ہیں۔ اور وہ کیا عرفان ہے۔ جس پر ان کو ناز ہے۔ اسکے لئے "جنوبی ہندوستان کے روحانی ماہوار مصلح مذہبی اخلاقی عرفانی مضامین کا دلچسپ ماہوار رسالہ" پڑھنا چاہیے۔ جسکا ایک نمبر خوش قسمتی سے میری نظر سے گذرا۔ معلوم ہوا کہ یہ رسالہ بہ سرپرستی "اعلیٰ حضرت قبلہ عالمیان سرتاج صوفیاء مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی مجیبی پھلواروی" شایع ہوتا ہے۔ یا ہوتا تھا۔ خدا کرے آخری فقرہ ہی درست ہو۔ تا اس کفر و الحاد کے پولندے کو دوبارہ نہ دیکھا جا سکے۔ اس میں ایک مضمون سیماب صاحب صدیقی الوارثی اکبرآبادی کا شایع ہوا ہے۔ اگرچہ ایڈیٹر نے خوف کھا کر ایک دو سطر لکھ دی ہیں۔ مگر اس مضمون کا چھاپنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ دراصل وہ بھی اسکے ہمنوا ہیں۔ اس مضمون کے کچھ فقرے ہم نقل کرتے ہیں۔ محض یہ دکھانے کیلئے کہ جب صوفیاء روحانی رہنماؤں کی یہ حالت ہو اور پھر بھی ضرورت امام الزمان اور مصلح دوران تسلیم نہ کی جائے۔ تو سخت بد باطنی ہوگی۔ اس مضمون کا اقتباس بلفظہٖ یہ ہے پڑھتے جایئے اور امت محمدیہ کے ان افراد پہ لاحول کہتے جایئے:-

"آج ہم "العرفان" کے صفحات پر اوس عظیم الشیون ہستی کی حقیقت کا راز فاش کرنا چاہتے ہیں۔ جو ظاہری حیثیت سے "مردود" اور باطنی کیفیت سے "مقبول" ہے۔ جسکا نام دنیا میں "شیطان" مشہور ہے۔ اور جو آجکل سارے زمانے کے گناہوں کا ذمہ وار مانا جاتا ہے۔ اس سے بڑے بڑے مقتدر اولیاء و مقدس انبیاء اور باخدا صوفیائے کرام نے پناہ مانگی ہے۔ اور کائنات کا ذرہ ذرہ اسکے کید و کبر کی اثرات سے محفوظ رہنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تو کیا حقیقت میں شیطان ایسا ہی ہے۔

آؤ ہم اسکی حقیقت پر غور کریں۔ اور دیکھیں کہ خدا رسیدہ بزرگوں نے اسے کس آنکھ سے دیکھا ہے اور اس مطعون خلائق کی اصلی و حقیقی ہسٹری کیا ہے!

حضرت مولانا شبلی بغدادی رحؒ (جو بڑے پایہ کے بزرگ گذرے ہیں) وصال مطلوب حقیقی کی طلب میں دنیا سے عنقریب رخصت ہونے والے ہیں۔ ظاہری تعلقات کی رسیاں فطرت کا زبردست ہاتھ توڑ رہا ہے۔ اور آپ عالم بالا کی سیر کرنیکے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ کہ یکایک مولانا آنکھ کھولتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ "افسوس ہم شیطان کے درجہ کو کبھی نہ پہنچے۔ بڑے بڑے انبیاء بھی اسی تمنا میں رخصت ہو گئے۔ اور اب ہم بھی جاتے ہیں"۔

اب میں کہتا ہوں اور کہہ سکتا ہوں۔ کہ مولانا نے جو کچھ فرمایا بجا فرمایا۔ اس میں کچھ کلام نہیں ہے کہ شیطان کا درجہ عالم عشق و نیاز میں بہت بلند ہے اور اس درجہ کا طے کرنا دشوار۔ لوگ جسے ذلیل، مردود، ملعون، اور سرکش سمجھتے ہیں۔ ذرا اسکی حقیقت کی طرف غور کریں۔ اور سمجھیں کہ وہ کیا ہے۔ بزم ازل میں جب اس نے اپنی جلوہ گاہ کو انوار قدم سے معمور کیا۔ اوس شمع حسن کا خیال بھی نہ تھا۔ کہ ان ہمنشینان بزم جمال میں سے کوئی اوسکا طالب دیدار بن بیٹھے گا۔ مگر سب سے پہلی کرن آفتاب محبت کی جس دلبر پڑی وہ اسی "شیطان" کا دل تھا۔ جو شرار حسن سے جل بھنکر رہ گیا۔ اور ایک آہ سرد بھر کر خاموش ہو گیا۔

نمود حسن جو اپنی بے باک نگاہوں اور متجسس آنکھوں سے ہر طرف نگران تھی۔ بھانپ گئی۔ کہ اسی محفل میں اوسکے شمع جمال کا ایک پروانہ پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن "وقار حسن" نے تغافل سے کام لیا۔ اور نگاہیں اوسکی طرف سے پھیر لیں۔

نیاز مندی کی شانیں "شیطان" کے چہرہ سے روشن ہو گئیں۔ عشق کے جذبات اوسکی آنکھوں سے ٹپکنے لگے۔ اور وہ حسن کی بے نیازیوں کا دیوانہ بن کر جلوہ گاہ ناز میں سامان نیاز پیدا کرنے لگا۔ ؎

خامشی کا رنگ ضبط عشق میں پیدا کروں
تم مجھے دیکھو نہ دیکھو میں تمہیں دیکھا کروں
دونوں جانب ہو محبت میں تغافل ایک سا
تم نہ مجھ سے حال دل پوچھو نہ میں نالہ کروں

باہمہ حسن ازل نے یہ سمجھکر کہ "عزازیل" کے دلمیں میرے کرشمے غیر ارادی طور پر جانشین ہو گئے ہیں۔ اوسکے اعزاز میں ترقیاں کرنی شروع کر دیں۔ اُسے "معلم الملکوت" کا عہدہ دیدیا۔ کہ وہ دوسرے اہل محفل کو اوسکا ذکر سنایا کرے۔ اور عشق و محبت، محویت و استغراق کے منازل اون سے طے کرائے۔ عزازیل حسن ازل کا پہلا "عاشق ناکام" تھا۔ جسکے عشق نے بے نیازیوں میں نیاز مندی کا شیوہ [illegible] کر کے کسی حد تک انہیں اپنی طرف مائل کر لیا۔

جب فطرت حسن اور حسن فطرت کو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ "عزازیل" کے دلپر میرے حسن کے کرشمے اثر کر گئے ہیں۔ تو اسے چھیڑ سوجھی۔ اور چاہا کہ اسکی محبت کو معیار امتحان پر کسکر دیکھے۔ حقیقتاً وہ اپنے منشائے نمود کو مکمل کرنا چاہتی تھی۔ مگر بظاہر عزازیل کے دلمیں آتش رقابت کا بھڑکانا مقصود تھا۔ چنانچہ اس ارادہ کی تکمیل اس طرح کیگئی۔ کہ دنیا کی خاک سے ایک پتلہ بنایا گیا۔ محبت کے خمیر سے اوسے گوندھا گیا۔ عشق کے سامانوں سے اوسے آراستہ کیا گیا۔ اور جب یہ سب کچھ ہو چکا۔ تو اپنی مشیت کا اظہار عالم قدس کے رہنے والوں کے سامنے اس طرح کیا گیا۔ کہ اے خادمان بارگاہ احدیت سنو ہمارا ارادہ ہے۔ کہ ہم اس پتلہ خاکی کو دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجیں۔ اور اسمیں اپنے عشق کا راز پوشیدہ کریں۔

فرشتے یہ سنکر گھبرائے۔ چاہا کہ کسی طرح اس ارادے کی تکمیل نہ ہونے دیں۔ لیکن مقصد فطرت کی روک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھام کون کر سکتا تھا۔ ہزاروں حاشیئے چڑھائے لاکھوں باتیں بنائیں۔ مگر سب کا جواب یہی پایا کہ بس خاموش رہو۔ جو کچھ ہم جانتے ہیں تم نہیں جانتے۔ یہ پتلہ خاکی ہمارا خلیفہ ہے۔ ہم اسمیں اپنے عشق کی آگ کا گلخن بنائینگے۔ اور اوسے اشرف المخلوقات کا خطاب دینگے۔ اب تمہیں لازم ہے۔ کہ اسکے سامنے اپنے سر جھکاؤ۔ اور اسے سجدہ کرو۔

خادمان درگاہ کو تعمیل ارشاد میں عذر ہی کیا تھا سب کے سر اوس پتلہ خاکی کے سامنے جھک گئے۔ مگر عزازیل جو الگ کھڑا ہوا۔ اس گفتگو کو سن رہا تھا۔ اور خون کے گھونٹ پی رہا تھا تعمیل حکم سے مجبور رہا۔ وہ تو خدا کا سچا عاشق تھا۔ اور اسکے دلمیں تو حسن ازل گھر بنا چکا تھا۔ بھلا وہ کیونکر گوارا کر لیتا کہ اپنے ہوتے دوسرے کو شریک عشق دیکھے۔ اور پھر اسکی تعظیم بھی کرے۔ ؎

داغ وہ چاہتے ہیں غیر کو چاہے یہ بھی
جو برا چاہے ہمارا سے چاہیں کیونکر

جلال بھری نگاہیں بڑھیں۔ اور جمال پسند نوری ہستی کو اپنی طرف کھینچ لائیں۔ پوچھا گیا کہ اے عزازیل تو نے ہمارا حکم کیوں نہیں مانا۔ اور اس پتلہ خاکی کو سجدہ کیوں نہ کیا۔

عرض کیا کہ بار الہی میں تیرا سچا عاشق ہوں۔ تو میرا معبود ہے۔ مطلوب ہے۔ میں تیرے ہوتے غیر کو سجدہ نہیں کر سکتا ؎

تمہیں چاہوں تمہارے چاہنے والیکو بھی چاہوں
مرا دل پھیر دو مجھ سے یہ جھگڑا ہو نہیں سکتا

وہاں تو جلانا ہی مقصود تھا۔ اظہار محبت کی دیر تھی کہ جمال میں جلال کی شانیں پیدا ہو گئیں۔ اور فرمایا کہ جاؤ۔ ہمارے دربار سے نکل جاؤ۔ ہم نے تمہیں ملعون کیا۔

عزازیل وحشی فطرت عزازیل مطلوب حقیقی کے اس حکم کو حاصل محبت سمجھتا تھا۔ اسے ملعون و مطعون ہونا گوارا تھا۔ لیکن یہ منظور نہ تھا۔ کہ وہ اپنے درجہ پر ایک دوسری ہستی کو بھی دیکھے کہنے لگا بہت اچھا۔ لیکن دو باتوں کی اجازت چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ تا قیامت زندہ رہوں دوسری یہ کہ جنہیں تو اپنا عاشق بنا کر دنیا میں بھیجتا ہے۔ انہیں بہکا کر تیری یاد سے غافل کرتا رہوں۔ ارشاد ہوا کہ پہلا سوال منظور ہے۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ جو ہمارے سچے عاشق ہیں۔ وہ تیرے بہکانے میں نہیں آ سکتے۔ جا جو چاہے کر مگر ہماری بارگاہ سے نکل جا۔

جب اللہ جلشانہ نے دیکھا کہ شیطان اپنی خواہشوں میں کامیاب ہونا چاہتا ہے۔ تو صحائف مقدس میں جگہ جگہ اوسکے ارادوں سے دنیا والوں کو آگاہ کیا۔ اور صاف صاف کہدیا کہ دیکھو یہ ہمارا سچا عاشق ہے۔ جس طرح ایک مجازی عاشق یہ نہیں چاہتا۔ کہ کوئی اوسکے معشوق مجازی کی طرف مائل و متوجہ ہو اسی طرح یہ بھی تمہیں ہماری یاد سے غافل کرے گا۔ اور بہکائیگا۔ اگر تم ہمارے عشق میں ثابت قدم رہنا چاہتے ہو۔ اگر تمہیں ہمارے عشق کا مرتبہ حقیقی حاصل کرنا ہے۔ تو اس عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ "دشمن صریح" سے بچتے رہنا۔

قرآن مجید میں ایک جگہ نہیں دو جگہ نہیں سینکڑوں جگہ شیطان کا ذکر موجود ہے۔ حضور سرور کائینات نے فرمایا ہے۔ کہ "مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا فَاَكْثَرَ ذِكْرَهٗ" یعنی جسے کسی چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اوسکا ذکر بہت زیادہ کیا کرتا ہے۔ پس شیطان کے ذکر کی کثرت اس بات کی شاہد ہے۔ کہ وہ خدا کا عاشق اور سچا موحد ہے۔ "العرفان"

یہ ہے وہ اقتباس جو رسالہ "العرفان" کے وارثی نامہ نگار کی روحانی ترقی اور شیطانی تعلق کا پورا مظہر ہے۔ اس مضمون میں نامہ نگار العرفان نے جس بے باکی سے ضلالت کا اظہار کیا ہے وہ نہ صرف اسلام کے چہرہ پر بدنما دھبہ لگایا ہے بلکہ خدا قدوس کی پاک کلام مجید کی بھی سخت مخالفت کی ہے اور شیطان کا حق خدمت اپنی خادمانہ زبان سے ایسا ادا کیا ہے کہ مضمون نگار کو اگر شیطان کا جانشین سمجھا جائے تو کم از کم اس کا قوت بازو اور مداح تو ضرور ماننا پڑیگا اللہ تعالےٰ ایسے وجود نامسعود سے اسلام کو پاک کرے۔ آمین

(۲)

شناخت امام از تذکرہ

مولانا ابوالکلام

جب دنیا کی خود غرض غرضیاں ریاکاریاں ظاہر داریاں اس حالت کو پہنچ جاتی ہیں۔ جن کا خاکہ فاضل مصنف نے اپنی قابل قدر کتاب میں کھینچا ہے۔ جو ناظرین فاروق معائنہ فرما چکے ہیں"۔ ہاں پھر سنت الہی اپنی عادت جاریہ کے مطابق قیام حق و دفع باطل کے لئے سرگرم انبعاث ظہور ہوتی ہے اور توفیق الہی اپنی کسی اصلح اور امثل بندے کے قلب کا عزیمہ دعوت کیلئے انشراح کر دیتی ہے۔ اور اسکے قدم کو منہاج نبوت پر مستقیم فرما دیتی ہے وہ اپنے عہد کے تمام اصحاب علم و فضیلت اور ارباب صوامع و مدارس کو تنگنائے خست و ضعف میں پیچھے چھوڑ کر منزلوں آگے نکل جاتا ہے فضائے علو اور رفعت اسے اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور سماء کمال و کرامت اپنی ساری بلندیوں کے ساتھ اسکے استقبال کے لئے دوڑتا ہے۔ گویا آسمان اس کیلئے اترتا ہے۔ اور زمین خود بخود اوسے اچھالنے لگتی ہے۔ اسکی ہمت رفعت طلب اسکا حوصلہ متصاعد متعارج کی بلندی کو بھی حضیض تنزل سمجھتا مقام دعوت کی جس بلندی تک بڑے بڑے کارفرمایان عہد کی نظریں بھی نہیں اٹھ سکتی تھیں۔ اور ضعفاء زمان بیچارگان رفعت کے وہم و گمان کو بھی اس تک بار نہ تھا۔ اسکا شہباز ہمت اور سیمرغ عزم اسکی چوٹیوں پر بھی جا کر دم نہیں لیتا اور پیوستہ سرگرم بال افشانی اور ہموارہ صفیر زنان بلندی پرواز کرتا ہے ؎

بال بکشا و صفیر از شجر طوبی زن
حیف باشد چوں تو مرغے کہ اسیر قفسے۔

یہی لوگ ہیں۔ جنکا وجود فی الحقیقت مظاہر حق و ہدایت مقوم منتظم ہے۔ اور انبیاء کی اصلی وراثت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہیں میں منتقل ہوتی ہے۔ البتہ یہ مقام ازبس ارفع و اعلیٰ ہے۔ اور ہر عہد میں نفس عالیہ ایسا ہوتا ہے۔ جسکا قدم ہمت امتحان گاہ مصائب مہالک سے آگے بڑھ کر وہاں تک پہنچتا ہے اور اپنے عہد کے سب سے بڑے عمل حق کو انجام دیدیتا ہے۔ اسکے لئے نہ تو مجرد علم تدریس کام آتی ہے۔ نہ رسوم ہیئات زہد و اتقاء، نہ مدارس معابد دینی کا غلغلہ و ہنگامہ کو اسمیں دخل ہے۔ نہ صومعہ خانقاہ کے گوشہ نشینوں کو ؎

ہاں رہ عشق ست کج گشتن نہ در راہ بازگشت
جرم را اینجا عقوبت ہست و استغفار نیست

جب فسق و فجور سے دنیا تیرہ و تاریک ہو جاتی ہے تو یکایک پردہ ظلمت چاک ہوتا اور صبح ہدایت و سعادت مشرق تجدید سے انبعاث عالم افروز جہانتاب ہوتی ہے۔ تو اسوقت تم دیکھتے ہو کہ جس راہ میں قدم رکھنے سے ایک عالم درماندہ اور ناچار تھا، اچانک ایک مرد ہمت اٹھتا ہے۔ نہ صرف قدم رکھتا ہے۔ بلکہ دوڑتا چلا جاتا ہے۔ راہ کی مشکلیں اور صعوبتیں جو ضعفاء عہد کیلئے مصیبتوں کا پہاڑ اور ہیبتوں کی گھاٹیاں تہیں اور جسکے وہم تصور سے بیچارگان کی ارواح پر ایسی دہشت ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔ کانما یساقون الی الموت وھم ینظرون۔ تو اب وہ سب اسکی جولان قدم کے لئے ایک مشت غبار اور ایک تودہ خس و خاشاک سے زیادہ حکم نہیں رکھتیں۔ سب دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ اور وہ بڑھ کر عزیمۃ دعوۃ و ہدایت عامہ کا باب مسدود کھولدیتا ہے اُس کی زبان ہمت و مقال فطرت اس ترانہ رجز زمزمہ ساز بزم عالم ہوتی ہے۔ ؎

تاب یک جلوہ نیاورد نہ موسیٰ و نہ طور
ایں دلم ہست کہ زینگونہ ہزاراں دیدہ ست

اگرچہ اس زمانہ میں ہزاروں مدعیان کار موجود ہوں مگر اس ظلمت مخصوص میں اسکا کوئی سہیم و شریک نہیں ہوتا۔ صرف اسی کو اس عہد کی اعظیم ہدایت کی سلطانی و فرمانروائی پہنچتی ہے۔ اور صرف وہی اپنے زمانے کا کلید بردار خزائن و برکات فیضان سماویہ ہوتا ہے۔ تمام اصحاب طریق ناچار ہوتے ہیں۔ کہ اپنے اپنے چراغ اسی مصباح ہدایت سے روشن کریں اور تمام رہروان جادہ مقصد مجبور ہوتے ہیں۔ کہ اسی کاروان فضل و قافلہ کرامت کی آواز درا پر اپنے اپنے قدم اٹھائیں ؎

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا!
ہر مدعی کیواسطے دار و رسن کہاں

دعوت سے معاملات رکھنے والے اور بہت ہوتے ہیں۔ مگر اس عہد فتح یاب سلطان و امر دعوت کی فضیلت ان کو نصیب نہیں ہوتی۔ سب ناچار ہو جاتے ہیں۔ کہ فاتح عہد عازم وقت کے حلقہ اتباع میں داخل ہوں۔ ممکن ہے۔ کہ شاخ علم میں کئی افراد درجہ بلند رکھتے ہوں۔ مگر اس معاملہ کے لئے کچھہ سود مند نہیں ہوتا۔ اور فاتح دور کے آگے ان کو اطفال مکتب کی طرح زانوے ادب تہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس عہد کے خزائن و برکات کی کنجی اسکے قبضہ قدرت میں دیدی جاتی ہے۔ پس طالبین فیضان اسکے حلقہ ارادت سے الگ رہکر کچھہ نہیں پا سکتے۔ اگر کسی نے بطریق استراق سمع کوئی کلمہ حقیقت حاصل بھی کرلیا۔ تو ثمر برکات نہیں ہوتا۔ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ سورج کی پہلی کرنیں بلند دیواروں اور اونچے میناروں پر ہی پڑتی ہیں۔ بہار کا موسم زمین کے ہر گوشہ کو روئیدگی اور سرسبزی سے مالامال کر دیتا ہے۔ مگر سب سے پہلے اسکی آمد کی بشارتیں باغ چمن میں ظاہر ہوتی ہیں۔

اس پر آشوب زمانہ میں بڑوں بڑوں کو یہ عذر ہوتا ہے کہ وقت ساتھہ نہیں دیتا۔ سروسامان و اسباب کار فراہم نہیں۔ لیکن وقت کا عازم و فاتح اٹھتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ اگر وقت ساتھہ نہیں دیتا تو میں اسکو ساتھہ لونگا۔ اگر سروسامان نہیں۔ تو اپنے ہاتھوں طیار کرلونگا۔ اگر زمین موافق نہیں تو آسمان کو اترنا چاہیئے۔ اگر آدمی نہیں ملتے۔ تو فرشتوں کو ساتھہ دینا چاہیئے۔ اگر انسانوں کی زبانیں گونگی ہوگئیں ہیں۔ تو پتھروں کو چیخنا چاہیئے۔ اگر ساتھہ چلنے والے نہیں تو کیا مضائقہ درختوں کو دوڑنا چاہیئے۔ اگر دشمن بیشمار ہیں۔ تو آسمان کی بجلیوں کی بھی کوئی گنتی نہیں۔ اگر رکاوٹیں مشکلیں بہت ہیں۔ تو پہاڑوں اور طوفانوں کو کیا ہو گیا۔ کہ راہ صاف نہیں کرتے۔ وہ زمانہ کا مخلوق نہیں ہوتا۔ کہ زمانہ اس سے اپنی چاکری کروائے وہ وقت کا خالق اور عہد کا پالنے والا ہوتا ہے۔ اور زمانہ کے حکموں پر نہیں چلتا۔ بلکہ زمانہ آتا ہے۔ کہ اسکی جنبش لب کا انتظار کرے۔ وہ دنیا پر اس لئے نظر نہیں ڈالتا کہ کیا کیا ہے۔ جس سے دامن بہر لوں وہ یہ دیکھنے کیلئے آتا ہے۔ کہ کیا کیا نہیں جس کو پورا کر دوں۔ اس کا مایہ خمیر بخشش و نوال ہے۔ طلب سوال نہیں۔ اسکی نظریں طاق کی بلندی نہیں تاکتیں ہمیشہ اپنے ہاتھہ کی رسائی اور قد کی بلندی دیکھتی رہتی ہیں۔ اسکا فغان عجز و ناامیدی یہ نہیں ہوتا ؎

کمند کوتہ و بازوے سست و بام بلند
بہ من حوالہ نومیدیم گنہ گیرند!

بلکہ ہمیشہ اس نشید کامرانی اور رجز یہ ملوکی سے غلغلہ انداز عالم و عالمیان ہوتا ہے۔ ستاروں سے تمام فضا سماوی بھری پڑی ہے۔ لیکن دمدار ستارے ہمیشہ طلوع نہیں ہوتے۔ یہی حال اصحاب عزائم کا ہے۔ وہ کائنات ہستی کا ایک بالکل الگ گوشہ ہے۔ اور وہاں کے احکام قوانین کو دنیا کے اعمال عادیہ پر قیاس کرنا غلطی ہے۔ ان کی قوتیں الٰہی انکے وسائل غیر مختتم انکی ترقیاں لازوال اللہ کی حکمت و ربوبیت ان کو تمام خلق اللہ سے چن لیتی ہے۔ اپنی رحمتوں اور ربوبیتوں کے عجائب و خوارق ان کے لئے مخصوص کر دیتی ہے۔ پھر انکے معاملات میں نہ تو کسی دوسرے کو ساجھا ہوتا ہے نہ کسی مدعی کی وہاں تک رسائی ؎

نظام شمسی کی طرح نظام انسانی کے بھی مرکز محور ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر عہد کو ہر دور میں مامور من اللہ کا وجود ستاروں کے مرکز شمسی کی طرح تمام انسانوں کا مرکز محبت اور کعبہ انجذاب ہوتا ہے۔ جس طرح نظام شمسی کا ہر ایک متحرک ستارہ اسلئے ہے۔ کہ کعبہ شمس کا طواف کرے۔ اسی طرح انسانوں کے گروہ اور آبادیوں کے ہجوم بھی صرف اسی لئے ہوتے ہیں۔ کہ اس مرکز انسانیۃ اور کعبہ ہدایت کا طواف کریں۔ زمین پر ہی موقوف نہیں آسمانوں میں بھی صرف انہی کے نام کی پکار ہوتی ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں مذکور ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے۔ تو جبریل کو کہتا ہے۔ کہ میں فلاں بندے کو دوست رکھتا ہوں۔ تم بھی اسکو دوست رکھو۔ تو پھر جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اور اسکی محبت کی آسمان میں منادی کر دیتا ہے۔ پس سب آسمان والے اس کو چاہتے اور محبوب بنا لیتے ہیں۔ پھر جب آسمان پر اسکی محبوبیت کا اعلان ہو جاتا ہے۔ تو زمین والوں کے دل بھی اسکی محبت کیلئے کھل جاتے ہیں۔ اور ہر طرف اسکو مقبولیت اور محبوبیت حاصل ہو جاتی ہے۔

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے بر آہوئے چین بستہ اند

ہمیشہ داعیان حق کا سب سے بڑا جرم شاہان ظلم و جور اور علماء دجل و فساد کی نظروں میں یہی رہا ہے کہ دنیا ان کی طرف کیوں کھنچتی ہے۔ مگر افسوس کہ اس جرم سے وہ کسی طرح اپنے آپکو بری نہیں دکھلا سکتے۔ تو جسطرح بینائی رکھنے والا مجبور ہے۔ کہ خود اپنی آنکھوں کو پھوڑ نہیں سکتا اسی طرح برگزیدگان خدا اعلان تذکیر حق میں ناچار ہیں کہ خدا کی دی ہوئی زبان کو کاٹ کر نہیں پھینک سکتے۔ اور بیان حق کا قدرتی خاصہ ہے۔ کہ دلوں میں گھر کرے اور ہر طرف سے انسانوں کو اپنی جانب کھینچ لے۔ داعی حق اور واصل باللہ اگر دنیا سے کہہ بھی دے کہ میرے پیچھے نہ آؤ جب وہ اسکے پیچھے دوڑے گی۔ کیونکہ جذب و انجذاب قانون الٰہی باطل نہیں ہو سکتے۔ پھر اگر لوہا مقناطیس کی طرف کھنچتا ہے۔ تو اسمیں مقناطیس کا کیا قصور اگر خلق خدا کا خود بخود کھنچے آنا جرم ہے۔ تو خدا نکرے کہ اس پاک جرم کے مجرموں سے کبھی زمین خالی ہو۔

خدا گواہ گر جرم ہمیں عشق است
گناہ گر و مسلمان بہ جرم ما بخشند

اب یہ دیکھنا ہے کہ فاضل مصنف نے مالک دعوت عزیمہ کیلئے جن کارہائے نمایاں کا سرانجام دینا قرار دیا ہے۔ وہ ہمارے آقائے نامدار کے ہاتھوں سرانجام ہوئے ہیں۔ یا نہیں۔

(باقی آئندہ)

عاجزہ اہلیہ ملک کرم الٰہی ضلعدار:-

امریکہ میں تبلیغ اسلام کی رپورٹ

نمبر ۵

ایک معزز امریکن خاتون کا قبول اسلام

گذشتہ چار رپورٹوں میں ۳۰ اشخاص کے اس ملک میں عاجز کے ہاتھ پر داخل دین متین اسلام ہونے کی بشارت دے چکا ہوں۔ اس کے بعد ایک معزز خاتون بنام مسز سولویوسکی جو ایک تعلیم یافتہ عورت ہے۔ اور ایک اخبار میں عاجز کا ذکر پڑھکر لیکچروں میں شامل ہوتی رہی۔ کتاب ٹیچنگ آف اسلام اور بعض دیگر کتب کا مطالعہ کر کے پورے غور و فکر کے بعد انشراح صدر کے ساتھ داخل اسلام ہوئی۔ اسلامی نام فاطمہ مصطفی رکھا گیا۔

مینے امریکہ آنے سے قبل لنڈن میں خواب میں دیکھا تھا۔ کہ یہاں آیا ہوں۔ ایک لیڈی کو مسلمان کیا ہے۔ اور اسکا نام فاطمہ مصطفی رکھا ہے۔ اس خواب کا ذکر لنڈن میں دوستوں سے اسی وقت کیا گیا تھا۔ اور بھی اس قسم کے بعض مبشرات تھے جو زمانہ ابتلاء اور رکاوٹ میں بطور تازہ مبشرات کے موجب اطمینان ہوتے رہے۔ جن میں سے ایک میں سرور عالم حبیب خدا محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعض دیگر انبیاء کرام کی زیارت ہوئی تھی۔ اگرچہ قبل ازیں بعض دیگر خواتین بھی یہاں داخل اسلام ہو چکی ہیں۔ مگر اب تک اس لیاقت اخلاص اور روحانیت کی کوئی خاتون میرے سامنے نہ آئی تھی جسکو یہ نام دینے کے واسطے میرا دل گواہی دیتا۔ سو خدا کا شکر اور تعریف ہے۔ جس کے فضل پر ہر کامیابی کا انحصار ہے۔ آئندہ اتوار کو لیکچر اسلام میں ممانعت شراب پر ہوگا۔ انشاء اللہ

میرے زمانہ رکاوٹ پر اظہار ہمدردی کے۔ اور امریکہ میں داخلہ پر اظہار خوشی اور ہمدردی کے بہت سے خطوط مبارکباد کے معزز دوستوں کی طرف سے پہنچے ہیں۔ میں ان سب کا شکریہ کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ ان سب ہمدردوں کو خدائے پاک ہر شر اور بلاء سے بچائے رکھے۔ اور حسنات دارین عطا فرماوے۔ عاجز جب تک اس ملک میں ہے۔ اہل وطن کی ہر خدمت کے حتی المقدور بجالانے کیواسطے طیار ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

۱۵ر جولائی ۱۹۲۰ء

(محمد صادق عفاء اللہ عنہ)

انگلستان میں اسلام

دو تازہ قابل قدر نومسلم

مسٹر جیمز ولیم لیڈر

انگلستان کا ایک سید فرزند ہے۔ مسیحیت سے خوب واقف اور اعلیٰ تعلیم یافتہ شریف انگریز ہے۔ رومن کیتھولک چرچ اور بعدازاں دوسرے مسیحی فرق کی طرف سے ان کو پادری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی اسامی پیش ہوگئی۔ مگر انہوں نے مسیح کی خدائی اور کفارہ کے مسئلہ پر اختلاف رکھنے کی باعث انکار کیا۔ تین برس غور و تحقیق کے بعد اسلام میں اطمینان قلب پاکر اعلان اسلام پر مجبور ہوا۔ اور اللہ کے فضل سے محمود ہوگیا ہے۔

ریورنڈ ڈاکٹر ہرنیٹرن یہ قابل قدر مسیحی پادری پہلے یروشلم میں مسیحی واعظ تھے۔ آپ فوج میں کپتان بھی ہیں۔ یورپ کی بہت سی زبانیں جانتے اور اخبار نویسی پر گذارہ رکھتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے مضامین لکھتے ہیں آپ نہایت اخلاص سے کامل تحقیقات کے بعد مسلمان ہوئے۔ اور "عباد اللہ" کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر دو نو مسلموں کو استقامت کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

عام تبلیغ وعظوں اور تقریروں کے ذریعہ اسلام کا پیغام کھلی ہواہیں جلسے کرکے لنڈن کے خاص و عام میں پہنچایا جارہا ہے۔ بتلاشیان حق کی بڑی تعداد تحقیق حق کیلئے دارالدعوۃ احمدیہ میں آتی رہتی ہے۔ کرایڈن تھیوسوفیکل لاج میں چوہدری فتح محمد سیال کے تین لیکچر ہوئے ہیں جنہیں اسلام کی خوبیاں حاضرین پر واضح کی گئیں۔

(نیر)

قصور پر فتور

نمبر ۳

احمدی مناظر کی تقریر بطور مختصر :-

۲ مئی ۱۹۲۰ء کی صبح کو جیساکہ گذشتہ نمبروں میں ہم لکھ چکے ہیں۔ مناظرہ شروع ہوا۔ اور مندرجہ ذیل تقریر اونمیں کی گئی۔ جو احمدی مناظر کیطرف سے ہدیہ ناظرین ہے صاحبان! جس مضمون پر مجھے کچھ کہنے کے لئے کہا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ میں حضرت مرزا صاحب کے مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کردں۔ سو واضح ہو کہ قبل اسکے کہ میں حضرت مرزا صاحب کے مسلم ہونے کے ثبوت میں کچھ بیان کروں۔ اس بات کا عرض کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے یہ بتایا جائے۔ کہ کسی شخص کے مسلمان ثابت کرنے کیلئے معیار کیا ہے۔ کیونکہ جب تک معیار معلوم نہ ہو۔ کسی چیز کی صداقت کیسے معلوم ہوسکتی ہے۔ سو کسی کے مسلم ہونے کا ثبوت اسی طریق اور اسی معیار سے پیش ہوسکتا ہے۔ جو مذہب اسلام میں خدا اور اس کے رسول کی طرف سے معین ہوچکا ہے۔ نہ اس طرح سے جو مختلف فرقے اپنے اپنے خیالات اور توہمات کی بنا پر کسی کے مسلمان ہونیکے لیئے پیش کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ مختلف فرقوں کا اپنے اپنے مزعومہ معیار کے رو سے دوسرے کی مسلمانی کو پرکھنا کسی کو بھی مسلمان ثابت نہیں ہونے دیتا۔ کیا فرقۂ احناف اور روافض اور خوارج وغیرہ فرقوں کے نزدیک اہل حدیث کا فرقہ مسلمان ہے۔ یا شیعہ۔ سنی کے مقرر کردہ معیار اور سنی شیعہ کے قرارداده معیار کے نزدیک مسلمان کہلا سکتا ہے۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ فرقہ اہل حدیث میں سے اگر کوئی حنفیوں کی مسجد میں نماز کیلئے جا گھستا تو مسجد کے جس جس حصہ میں اہل حدیث کے قدم لگتے وہاں سے مٹی کھود کر باہر پھینکدی جاتی۔ کہ یہ جگہ پلید ہوگئی ہے۔ ایسی کہ پانی سے بھی پاک نہ ہوسکتی۔ جب تک کہ مٹی کو اکھاڑ کر باہر نہ پھینکدیا جاتا۔ پھر ایسے شخص کو جس کی وجہ سے مسجد پلید سمجھی جاتی۔ جو کچھ سلوک کیا جاتا۔ وہ مسجد سے گذرنے والے کتے سے بھی بدتر ہوتا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مولوی صاحب جو اہل حدیث ہیں جنکا مطالبہ ہے کہ میں حضرت مرزا صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کروں۔ اگر وہ اپنے خود ساختہ اور مزعومہ معیار مسلمانی کے رو سے حضرت موصوف کا مسلمان ہونا پرکھنا چاہتے ہیں۔ تو چاہیئے کہ پہلے وہ دوسرے مدعی اسلام فرقوں کے مزعومہ معیاروں کے رو سے اپنا مسلمان ہونا ثابت کریں۔

پس میں مولوی صاحب کے مطالبہ کا جواب کہ حضرت مرزا صاحب مسلمان ہیں۔ ان کے مزعومہ معیار کے رو سے نہیں دونگا۔ بلکہ میرا جواب خدا اور اسکے رسول کے پیش کردہ معیار اسلام کے رو سے ہوگا۔ کیونکہ . . . .

. . . . مختلف معیاروں کے ہوتے ہوئے کسی شخص کا سب فرقوں کے نزدیک مسلم بننا کسقدر دشوار اور مشکل امر ہے۔

اسلیئے میں کہتا ہوں۔ کہ میرا مخاطب جو میرے ساتھ مناظرہ کیلئے میرے مدمقابل کھڑا ہوا ہے وہ کس معیار کے رو سے سیدی حضرت مرزا صاحب کے مسلمان ہونیکو پرکھنا چاہتا ہے کیا اس معیار کے رو سے کہ جس کی وجہ سے مولوی صاحب جو اہلحدیث ہونے سے ابھی تک حنفیوں کے نزدیک کافر اور ضال ہیں یا اس معیار کے رو سے کہ جسکی بنا پر ان کو شیعہ کافر اور گمراہ ٹھیراتے ہیں۔ یا اس معیار کے رو سے کہ جو معیار انہوں نے ہمارے کافر ٹھیرانے کیلئے مقرر کیا ہوا ہے۔ پس اگر تو ہمارے فریق مخاطب کے لوگ یعنی اہلحدیث اپنے مقررکردہ اور خود ساختہ معیار کے رو سے حضرت مرزا صاحب کا مسلمان ہونا پرکھنا چاہتے ہیں۔ تو پہلے وہ خود اسبات کا فیصلہ کرلیں۔ کہ کسی کی مسلمانی کو پرکھنے کیلئے ان کا مقررکردہ معیار مسلمانوں کے سب فرقوں کے نزدیک مسلم ہے اور اگر یہ بات نہیں بلکہ ان کا مقرر کردہ معیار صرف انہی کے فرقہ سے خاص ہے۔ تو پہلے دوسرے فرقوں کے مقرر کردہ معیاروں کے رو سے اپنی مسلمانی کا ثبوت دیں۔ پھر اسکے بعد ہماری طرف توجہ کریں۔ اور اگر اہلحدیث کیطرف سے دوسرے فرقوں کے فتوئے تکفیر اور تضلیل کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب میں یہ امر پیش کیا جائے۔ کہ ہم لوگوں کے خود تراشیدہ اور خود ساختہ معیار مسلمانی کو صحیح معیار ہی نہیں تسلیم کرتے۔ بلکہ مسلمانی کا صحیح معیار وہ ہے۔ جو شریعت اسلامیہ کی طرف سے مقرر کیا گیا۔ تو یہی جواب ہماری طرف سے سمجھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مرزا صاحب اور آپکی جماعت خدا کے فضل سے مسلمان ہے اور ٹھیک طور پر مسلمان ہے۔ لیکن اسلام کے مقرر کردہ اور پیش کردہ معیار کے رو سے۔ نہ اس معیار کے رو سے جو مختلف فرقوں نے اپنے لئے مقرر کر کے اسکے رُو سے دوسروں کی تکفیر اور تضلیل کی۔ اور اسلام کا مقرر کردہ معیار کہ جسکے رو سے کوئی شخص مسلمان ہونے اور مسلمان کہلانے کا مستحق ٹھیر سکتا ہے۔ وہ کیا ہے۔ وہ وہی ہے جسکا ذکر آنحضرت کے کلمات طیبات اور کتب حدیث میں پایا جاتا ہے۔ اور وہ ہیں عقائد صحیح کی تصدیق اور اعمال صالح کی پابندی۔

یہ عقائد یہ ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا (۲) ملائکہ پر ایمان لانا۔ (۳) کتب الٰہیہ پر ایمان لانا (۴) خدا کے رسولوں پر ایمان لانا (۵) خیر و شر کی قدر پر ایمان لانا۔ (۶) بعث بعد الموت پر ایمان لانا۔

اعمال کہ جنپر اسلام کی بنا ہے یہ ہیں۔

(۱) تصدیق قلبی کے ساتھ اقرار شہادتین یعنی اللہ اور اسکے رسول کی حقیقت کی گواہی دینا۔

(۲) پانچ وقت نماز کا ادا کرنا (۳) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (۴) صاحب نصاب کے لئے سال کے بعد موجب حساب مال سے زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۵) ذی استطاعت کیلئے تمام عمر میں ایک دفعہ حج خانہ کعبہ کا کرنا۔

یہ وہ امور متعلقہ اعتقاد و اعمال ہیں جنکی تصدیق اور تعمیل سے ایک انسان مومن اور مسلمان ہو سکتا ہے۔ اور یہی وہ اسلام کا پیش کردہ اور مقرر کردہ معیار ہے۔ کہ جسکے رو سے کسی مدعی اسلام کا مسلمان ہونا پہ کہا جا سکتا ہے۔ اور یہی وہ معیار ہے۔ کہ جسکے رو سے سیدنا حضرت مرزا صاحب مع اپنی جماعت کے خدا کے فضل سے مسلمان اور مسلمان کہلانیکے مستحق ہیں۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کے عقائد اور اعمال یہی ہیں چنانچہ کتب حضرت مرزا صاحب اور نیز آپ کے سلسلہ کی کتب میں انہی عقائد اور اعمال کی تعلیم اور ہدایت پیش کیگئی ہے۔ اور عملاً بھی حضرت مرزا صاحب نے کلمہ اور نماز و روزہ وغیرہ کی عملی تصدیق سے اپنے مسلمان ہونیکا ثبوت دیا۔ چنانچہ جن لوگوں نے آپ سے ملاقات کی وہ اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں۔ کہ آپ کیسے سچے اور پکے مسلمان تھے۔

خصوصاً آپ کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت سے پہلے کی زندگی اور اسلامی خدمات اور ایثار کا کامل نمونہ آپ میں اس حد تک نمایاں اور روشن تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں بیسیوں کالم آپ کی تعریف اور تحمید میں تحریر کرنے پڑے اور بڑے زور سے اس بات کا اظہار کیا۔ کہ ان تیرہ سو سال میں حضرت مرزا صاحب جو براہین احمدیہ جیسی بے نظیر کتاب کے مؤلف ہیں ہر طرح کی خدمات اسلام کے لحاظ سے بے مثل اور بے نظیر انسان ہیں۔ اور اس زمانہ میں مسلمانوں کے مایۂ ناز بہادروں سے بہت بڑے پہلوان ہیں۔

علاوہ اسکے حضرت ممدوح نے جب دعوےٰ کیا۔ تو آیت فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ جو آپ کے الہامات میں سے بھی ہے۔ اسکی بنا پر آپ نے ایک اشتہار بھی دیا کہ میرے دعوٰی سے پہلے کی زندگی میں سے کیا کوئی ہے جو مجھ میں جھوٹ۔ افترا اور ایسا ہی اور کسی طرح کا عیب اور جرم ثابت کرے۔ جسکے بعد باوجود سخت سے سخت مخالفوں کے کوئی بھی نہ اٹھا۔ کہ جو آپ پر کسی قسم کی تہمت اور الزام ثابت کرتا۔ پس ایسا انسان کہ جو سچے مسلمان کیلئے بجائے خود موجب فخر اور باعث ناز مسلمان ہے۔ اس کے متعلق یہ سوال اٹھانا اور اسطرح کا مطالبہ پیش کرنا کہ اس کا مسلمان ہونا ثابت کیا جاوے کسقدر قابل شرم مطالبہ اور بیہودہ سوال ہے۔

کیا وہ انسان جو معیار نبوت و رسالت کے رو سے سچا نبی اور راستباز رسول ثابت ہوتا ہے۔ اسکی مسلمانی کا مسئلہ ابھی باقی ہی رہ جائے گا۔ یا بطور استدلال بالاولےٰ اس کا مسلم ہونا بطریق اولے ثابت ہوگا۔

قرآن کریم میں صادق رسول اور نبی کی شناخت کے لئے ایک معیار یہ پیش کیا گیا ہے۔ کہ وہ مفتری انسان کیطرح ناکام نہیں ہوتا بلکہ کامیاب ہوتا ہے۔

جیسا کہ آیت فمن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا او کذب بآیٰتہ انہ لا یفلح الظٰلمون ؀ سے ظاہر ہے۔ سو ظاہر ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب اس معیار قرآنی کے رو سے اپنے مکذبین اور مخالفین کے بالمقابل کتنی بڑی زبردست تحدی کے ساتھ کامیاب ہوئے کہ ابتداء دعوٰی کیوقت اگر آپ اکیلے تھے۔ تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ پر ایمان لانے والوں کی تعداد باوجود مخالفوں کی سخت سے سخت مخالفانہ کوششوں کے لاکھوں تک پہنچ گئی۔

اور مکذبین باوجود اپنی جان توڑ کوششوں کے ناکام اور نامراد رہکر اس معیار کی رو سے بوجہ اپنی ناکامی و نامرادی اظلم ثابت ہوچکے ہیں اور حضرت مرزا صاحب بوجہ اپنی زبردست کامیابی اور کامرانی کے اپنے دعوٰی میں صادق اور راستباز ثابت ہوئے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

پھر قرآن کریم کی آیت ما کنا معذبین حتےٰ نبعث رسولا۔ میں اس بات کو بطور معیار پیش کیا گیا۔ کہ سچے رسول کے مبعوث ہونے کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عذاب الٰہی بھیجا جاتا ہے۔ تا رسول کے مخالفوں اور معاندوں اور گستاخوں اور شریروں کی سرکوبی کی جائے۔ سو ظاہر ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے جب دعویٰ کیا۔ کہ میں مامور من اللہ ہو کر اس زمانہ کے لوگوں کی اصلاح کیلئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ اور آپ نے تبلیغ بھی کر دی جس کی وجہ سے لوگوں نے آپ کی مخالفت کی اور آپ کو پہلے رسولوں کے دشمنوں کی عادت کے مطابق بُرا بھلا اور سخت کہا۔ اور بعض نے آپ کو کافر اور دجال کہا۔ اور بعض نے آپ کی نسبت ملحد اور ضال وغیرہ الفاظ استعمال کرنے سے آپ کو تکلیف دی۔ جسکے بعد اللہ تعالےٰ نے حسب ارشاد ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ حضرت مرزا صاحب کی تائید اور نصرت کیلئے اور آپ کے دشمنوں سے انتقام لینے کی غرض سے کئی طرح کے عذاب نازل کئے۔ کہیں حضرت نوحؑ کے وقت کے طوفان کا نمونہ بطور عذاب ظاہر فرمایا۔ تو کہیں حضرت لوط اور حضرت موسیٰ کے وقت کے عذابوں سے بصورت زلزلہ و قحط و طغیانی دنیا کو تباہی میں ڈالا۔ اسی طرح کہیں اگر عذاب طاعون سے حضرت مسیحؑ کے وقت اور زمانہ کو یاد دلایا۔ تو کہیں سخت سے سخت تباہ کن حملوں سے قیامت کا ہولناک نظارہ پیش کیا۔ پس وہ عذاب کہ جو پہلے رسولوں کی صداقت کیلئے بطور نشان ظاہر ہوئے اگر وہ فرداً فرداً اپنے اپنے وقت کے رسول کی تصدیق کرتے ہیں۔ تو کیا وجہ کہ وہ سب کے سب عذاب بصورت مجموعی اپنے ظہور سے اپنے وقت کے رسول کی تصدیق کرنے سے قاصر ہوں۔

پس اگر یہ سچ ہے۔ کہ آیت ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ کا معیار عذابوں کے ظہور سے رسول وقت کی حقیقت اور صداقت کا زبردست نشان ہے۔ تو لامحالہ حضرت مرزا صاحب کو بھی اس زمانہ کے عذابوں کے ظہور کیوجہ سے کہ جنکی خبر آپنے ان کے ظہور سے پہلے بار ہا دی۔ اور ان کو اپنے سلسلہ کی ترقی کا بہت بڑا سبب قرار دیا صادق رسول اور سچا نبی تسلیم کرنا پڑیگا۔ ورنہ انکار سے قرآن کے پیش کردہ معیار اور اس معیار کے رو سے سب سچے ثابت ہونے والے رسولوں سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ اور پھر اس طریق سے گویا اسلام سے ہی ہاتھ دھونا پڑیگا۔

اور جب اس قرآنی معیار کے رسول سے حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے سچے رسول اور سچے نبی ثابت ہوئے تو بطور استدلال بالا ولے آپ کا مسلمان ہونا بطریق اولے ثابت ہو گیا وھو المطلوب۔

ایسا ہی آیت ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ کے رو سے خدا تعالیٰ پر افترا کرنیوالا قتل کیا جاتا ہے۔ اور جھوٹا نبی وعید قطع الوتین اور سزائے قتل سے ہرگز بچ نہیں سکتا جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی جھوٹے نبی قتل سے بچ نہ سکے۔ اور نبی ہونے کا جھوٹا دعوےٰ کرنے سے قتل ہو کر ہی رہے۔ لیکن آنحضرتؐ جو سچے نبی اور رسول تھے۔ وہ باوجود دعویٰ نبوت کے اس وعید سے محفوظ رہے۔ جس سے ثابت ہو گیا۔ کہ آپ مفتری نہ تھے۔ بلکہ دعویٰ نبوت میں صادق اور سچے تھے۔

اور اسی طرح حضرت مرزا صاحب باوجود تئیس سال سے بھی زائد عرصہ تک دعوائے الہام رکھنے کے علاوہ کامیابی کے وعید افترا یعنی سزائے قتل سے محفوظ رہنے سے سچے رسول اور سچے نبی ثابت ہوئے۔

اور جب اس بیّن صداقت اور زبردست معیار صداقت کے رو سے آپ کا نبی اور رسول ہونا پایۂ ثبوت تک پہنچ گیا۔ اور آپ اللہ کے نبی اور رسول ثابت ہو گئے تو بطور استدلال بالا ولے آپکا مسلمان ہونا بطریق اولے ثابت ہو گیا۔ وھو المطلوب :-

اب میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ اور اپنے فریق مخاطب سے التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے ان دلائل کو جو میں نے بطور معیار اور بطور استدلال بالا ولے حضرت مرزا صاحب کے مسلمان ہونے کے ثبوت میں پیش کئے ان کو توڑ کر دکھلائے۔ اور ایسا نہ ہو کہ میرے دلائل کو نظر انداز کر کے غیر متعلق باتوں کو درمیان میں لانے سے اصل بحث سے دور جا پڑے۔

غیر احمدی مناظر کا جواب

مرزا صاحب مستجمع جمیع صفات کفر تھے۔ ابتداء دنیا سے لیکر آجتک مرزا صاحب سے بڑھکر نہ کوئی کافر ہوا اور نہ ہی آئندہ امید ہے۔ کہ کوئی ایسا کافر ہو۔

وجوہ کفر یہ ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا۔ تثلیث کا عقیدہ پیش کیا۔ حوالجات کیلئے دیکھو کتاب البریہ۔ آئینہ کمالات اسلام۔ حقیقۃ الوحی۔ معیار الاصفیاء۔ توضیح مرام۔ مصنفات مرزا صاحب۔

یہ چونکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت الی الولد اور اتخاذ الولد للہ کا عقیدہ ایسا قبیح ہے۔ کہ جسکی نسبت قرآن میں تکاد السمٰوٰت یتفطرن وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمان ولدا۔ کا ارشاد بطور سخت تنبیہ کے وارد ہوا اس لئے مرزا صاحب کا اپنے تئیں ولد اللہ کہنا کیا یہ عیسائیوں کا ہی عقیدہ نہیں۔ جسکو بہت بڑا جرم اور بہت بڑا کفر قرار دیا گیا۔ پس ایسا عقیدہ رکھنے والے بلاشک کافر ہیں۔ اور بہت بڑے کافر ہیں اور مرزا صاحب تو واقعی سب سے بڑے کافر بلکہ مستجمع جمیع صفات کفر ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب الجواب

از احمدی مناظر

افسوس کہ میرے ان دلائل کیطرف مولوی صاحب نے کچھ بھی توجہ نہیں کی جنکو کہ میں نے سیدنا حضرت مرزا صاحب کے مُسلّم ہونیکے ثبوت میں پیش کیا۔ لیکن میں اس بات کا زور سے اظہار کرتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کو یہ طاقت نہیں اور ہرگز نہیں کہ وہ میرے پیش کردہ دلائل کو توڑ سکیں۔ مولوی صاحب کا فرض تہا۔ کہ وہ سب سے پہلے میری دلائل کو توڑتے۔ اور قرآن و حدیث سے ان کا ابطال کرتے۔ لیکن وہ بجائے اسکے کہ اصل جواب کیطرف توجہ کرے۔ حضرت مرزا صاحب کے متشابہ الہامات سے خلاف منشاء الہام و ملہم لوگوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے کشف اور رویا اور متشابہ الہامات کے متعلق خود لکھہ دیا ہے۔ کہ اس کشف اور الہام کا یہ مطلب نہیں۔ کہ فی الواقع میں خدا ہوگیا۔ یا خدا کا بیٹا۔

بلکہ فرمایا کہ یہ ماؤل اور از قبیل استعارات و مجازات باتیں ہیں۔ جنمیں دخل نہیں دینا چاہیئے۔ اور ان کی حقیقت کو حوالہ بخدا کرنا چاہیئے۔

چنانچہ حقیقۃ الوحی اور معیار الاصفیاء میں جہاں یہ الہامات لکھے ہیں۔ وہاں ساتھ ہی اسکے متعلق واضح کرکے لکھدیا ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں "یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ اور نہ بیٹا ہے۔ اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ لیکن یہ فقرہ اسجگہ قبیل مجاز و استعارہ میں سے ہے"۔

پس اس خدا کے کلام کو ہوشیاری اور احتیاط سے پڑھو۔۔۔۔ اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے"۔ دیکھو معیار الاصفیاء صفحہ ۲۶ و ۲۷

پس ایسے الہامات اور کشوف کہ جو ماؤل اور از قبیل متشابہات ہیں۔ نہ از قسم محکمات انکو پیش کرکے لوگوں کو مغالطہ دینا سراسر خلاف دیانت و امانت ہے۔ ہاں اعتراض تب ہو سکتا تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب ان متشابہات کو حقیقت پر حمل کرکے جماعت کو یہ تعلیم دیتے کہ واقعی طور پر مجھے نصاریٰ کیطرح خدا اور خدا کا بیٹا یقین کرو۔ جب ایسا نہیں بلکہ جسطرح تم لوگ ان الہامات کو حقیقت پر حمل سمجھنے کو اور ایسے عقائد کو غلط اور کفر و ضلالت سمجھتے ہو۔ ویسے ہی ہم بھی سمجھتے ہیں۔ پھر اعتراض کیسا اور جرح و قدح کیسی۔

اور اگر آپ کو یہ اعتراض ہو۔ کہ اسطرح کے متشابہ الہامات مرزا صاحب کو کیوں ہوئے۔ تو اسکے جواب میں یہ عرض ہے۔ کہ خدا کا مقدس کلام متشابہات کی نفی نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس کا مخالف ہے۔ بلکہ قرآن کریم تو محکمات اور متشابہات دونوں قسموں کو پیش کرتا ہے۔ دیکھو آئیت ھوالذی نزل علیک الکتاب منہ اٰیات محکمات ھن ام الکتاب واخر متشابہات پھر دیکھو آئیت ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ اور آئیت ید اللہ فوق ایدیہم اور حدیث کنت رجلہ التی یمشی بہا۔

اب بتایئے کیا حضرت مرزا صاحب کے متشابہ الہامات اور کشوف ان الہامات اور الفاظ کو قرآنیہ و حدیثیہ سے زیادہ متشابہ ہیں۔

اور اگر الہام انت منی بمنزلۃ ولدی کی وجہ سے دلمیں خیال ہو تو آئیت فاذکروا اللہ کذکرکم اٰبائکم پڑھ لو۔ جسمیں اپنے تئیں باپ کے رنگ میں پیش کیا۔ اور ذکر کرنیوالوں کو بیٹوں کی رنگ میں۔ پس جب آنحضرت کو اللہ تعالیٰ اپنے قایم مقام پیش کر رہا ہے۔ اور آنحضرت کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ اور اس سے بڑھکر یہ کہ مومن کا خود پاؤں ہی بن جاتا ہے۔ اب کیا ایسی باتیں جو آپ کے مسلمات سے ہیں۔ اور از قسم متشابہات وہ تو جائز ہیں۔ اور اگر وہ آنحضرت کے متشابہات کے ماتحت حضرت مرزا صاحب کے متشابہ الہامات پائے جائیں تو وہ آپ کے نزدیک موجب کفر و ضلالت۔ العجب ثم العجب

باقی رہا تثلیث کے متعلق کہ مرزا صاحب نے توضیح مرام میں تثلیث کو پاک تثلیث کہا۔ اور اسی سے تثلیث کے عقیدہ کو تسلیم کیا۔ اسکے جواب میں یہ عرض ہے۔ کہ وہاں اس تثلیث کو جو عیسائیوں کے مسلمات سے ہے۔

باطل اور ناپاک تثلیث قرار دیا ہے۔ اور بصورت تاویل تثلیث کی حقیقت کو ایسے رنگ میں بیان کیا ہے۔ جسمیں تثلیث کو الوہیت کے معنوں کے خلاف ایسے معنوں میں بیان کیا۔ کہ جس سے نصاریٰ کی مسلمہ تثلیث ٹوٹتی ہے۔ نہ یہ کہ اس سے تصدیق ہوتی ہے۔

غیر احمدی مناظر کی طرف سے پھر تکرار جرح

غیر احمدی مولوی صاحب نے باوجود بار بار کے مدلل جوابات سننے کے پھر پہلے ہی اعتراضات کو دہرایا اور بار بار دہرایا اور کوئی نئی بات پیش نہ کی

احمدی مناظر کی طرف سے پھر جواب اعتراضات

مولوی صاحب کے اعتراضات کا جواب کافی طور پر دیا جاچکا ہے۔ جسکو مولوی صاحب توڑ نہیں سکے اور نہ ہی اسکے توڑنے کی آپ کو ہمت ہے۔ اور اگر یہ غلط ہے۔ تو میں زور سے کہتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب ان دلائل کو جو میں نے شروع میں پیش کیئے اور پھر جواب کی صورت میں پیش کیئے۔ توڑ کر دکھلائیں؛

باقی رہا یہ کہ مولوی صاحب بار بار متشابہات سے لوگوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں سو میں بتا چکا ہوں۔ کہ متشابہات ماؤل اور قابل تاویل ہوتے ہیں۔ ان کو ہم حقیقت پر حمل نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سمجھتے۔ باقی رہا حضرت مرزا صاحب کے کشوف اور رویا سو وہ بھی قابل تاویل و قابل تعبیر ہیں۔ پھر خواب کا معاملہ انسان کے اختیارات میں نہیں ہوتا۔ بلکہ اختیار سے باہر ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں خواب دیکھنے والا شریعت کے رو سے مجرم نہیں ٹھیرتا۔ اور نہ ہی شریعت اسپر حد لگاتی ہے۔ کیونکہ وہ خواب کی حالت میں معذور ہوتا ہے۔ جسطرح کہ ایک انسان بظاہر زنا کرنے سے شریعت کی حد کا سزاوار ٹھیرتا ہے لیکن اگر وہ خواب میں غیر محرمات سے نہیں۔ بلکہ اگر محرمات سے بھی جماع کرلے۔ تو بوجہ معذوری اور عدم اختیار کے شریعت اسپر حد نہیں لگاتی۔ اسلئے کہ عالم خواب کا معاملہ اسکے اختیار سے باہر ہے۔

غیر احمدی مناظر کی علم تعبیر سے جہالت

غیر احمدیوں نے جو مجمع میں تھے شور مچایا۔ کہ خواب میں ایسا معاملہ غیر ممکن اور اس کی مثال دینا غلط ہے۔ چنانچہ اسکے جواب میں بتایا گیا۔ اور افسوس سے بطور تنبیہ ان سے کہا گیا۔ کہ تم لوگوں کی ناواقفی خصوصاً مولوی صاحب کی ناواقفی پر سخت حیرت اور تعجب ہے کہ وہ خواب کی اس مثال کو ناممکن اور غلط ٹھیراتے ہیں۔ حالانکہ کتب علم الرویا و التعبیر سے ثابت ہے۔ کہ خواب میں ایسا ہونا ناممکن نہیں۔ (علم تعبیر میں ماں اور دیگر محرّمات سے بحالت خواب جماع کرنیکی تعبیر میں حج کرنا یا دیگر مقامات حرمت کی زیارت کرنا بھی لکھا ہے۔ دیکھو کتاب تعطیر الانام۔ ایڈیٹر۔)

اور اگر ایسا ہوتا کہ ایک امر جو بظاہر شریعت کے رو سے شرک یا گناہ ہوتا ہے۔ عالم خواب میں اس کا معاملہ سرزد ہو جاتا ہے۔ لیکن علم تعبیر میں اسکو متشابہات سے قرار دیکر اسکی تاویل کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس کی مثال قرآن کریم میں موجود ہے۔ کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ نے سورۂ حج میں یہ فرماکر کہ الم تر ان اللّٰہ یسجد لہ من فی السمٰوٰت ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم سورج چاند اور ستاروں کو صرف اپنی ذات کا ساجد قرار دیا۔ اپنے تئیں ان کا مسجود ٹھیرایا لیکن دوسری طرف اسی قرآن میں حضرت یوسف کے واقعات میں ان کے رویا کا ذکر کرتی ہوئی یہ بھی فرمادیا کہ یوسف نے اپنے خواب میں دیکھا کہ سورج اور چاند اور گیارہ ستارے اسکے ساجد ہیں اور وہ ان کا مسجود ہے۔

اب دیکھو عالم خواب میں یہ معاملہ جو بیداری میں شرک ہے۔ کیسے واقع اور ممکن ہوگیا۔ اب کیا اسپر بھی اعتراض کروگے۔ اور حضرت یوسف کو بھی شریک باری ہونے کا الزام دوگے۔ پس اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے متشابہ الہامات اور کشوف اور رویا کو قیاس فرمائیے۔

بالآخر میں بڑے زور سے کہتا ہوں۔ کہ دنیا میں کوئی نہیں کہ جو دلائل سیدنا حضرت مرزا صاحب نے دنیا کے سامنے اپنی صداقت کے بارہ میں پیش کئے ان کو توڑ سکے۔ یا وہ دلائل جو آپ نے حضرت مسیح کی وفات کے ثبوت میں پیش کئے۔ ان کو غلط ثابت کر سکے۔ چنانچہ اسکا ثبوت اس مناظرہ میں بھی اظہر من الشمس ظاہر ہوگیا ہے۔ کہ جب مناظرہ کیلئے امر زیر بحث حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و وفات کا مسئلہ اور حضرت مسیح محمدی کی صداقت کا مسئلہ پیش کیا گیا۔ تو ہر طرف سے یہ ندا اٹھی کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ ان ہر دو مسئلوں پر ہم ہرگز بحث نہیں کرینگے۔ چنانچہ اس زہر کے پیالہ کو ٹالنے کے لئے بحث اختیار کی تو یہ کہ مرزا صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کرو۔

جسکے ثبوت میں خدا کے فضل سے علم اور عقل والوں نے دیکھ لیا کہ حضرت مرزا صاحب کا مسلمان ہونیکے علاوہ آپ کا مہدی اور مسیح اور آپ کا نبی اور رسول ہونا بھی ثابت کردیا گیا۔ اور اسکے ثبوت میں دلائل بھی وہ زبردست پیش کئے گئے۔ کہ جنکو کوئی نہیں جو توڑ سکے چنانچہ دیکھنے والوں نے دیکھ لیا۔ کہ میرے فریق مخاطب اور میرے مدمقابل مناظر نے میری پیش کردہ دلائل سے ایک دلیل کو بھی نہیں چھوا۔ اور نہ ہی کسی دلیل کے توڑنے کی طرف توجہ کرنے کی ہمت ہوئی سو خدا کے فضل سے ان دلائل پیش کردہ اور ان مطالبات کو جو پیش کئے گئے۔ یہ وہ بھاری پتھر مناظر صاحب کے سینہ پر رکھا گیا ہے۔ جو قیامت تک اس سے نہیں اٹھ سکیگا اب اس سے زیادہ ہماری فتح اور کیا ہو سکتی ہے باقی رہا یہ کہ سارے لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کو کیوں نہیں مانا۔ سو اسکے جواب میں ابن ماجہ کی حدیث کافی ہے۔ جسمیں لکھا ہے۔ کہ امت محمدیہ کے تہتر فرقے ہو جائینگے۔ اور ان میں سے ناجی اور بہشتی صرف ایک ہوگا۔ (جو حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے والا ہوگا) اور باقی بہتر جو مکذب ہونگے۔ وہ ناری ہونگے؛

پھر جب آنحضرتؐ کو ساری دنیا نے قبول نہیں کیا۔ چنانچہ آجتک یہود نصاریٰ اور دوسری قوموں سے لاکھوں کروڑوں منکر ہیں۔ تو آنحضرت سے دوسرا کون بڑھکر ہے۔ جسکو سب لوگ مان لیں چنانچہ یہود کے متعلق تو آنحضرت نے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ یہ فرمایا کہ کاش مجھے قوم یہود سے دس آدمی ہی مان لیتے اور اگر یہود سے دس آدمی بھی مجھ پر ایمان لاتے تو سارے یہود ہی ایمان لے آتے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت پر دس یہود بھی ایمان نہ لائے۔

اسپر غیر احمدی مناظر اور صدر جلسہ مولوی عبدالقادر وکیل کیطرف سے بڑے زور دار الفاظ کے ساتھ باآواز بلند یہ کہا گیا۔ کہ یہ غلط ہے۔ کہ آں حضرت نے ایسا فرمایا۔ صحیح بخاری میں ایسا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی حوالہ نہیں۔ چنانچہ غیر احمدی مناظر صاحب نے تو یہ بھی فرما دیا کہ میں نے چار دفعہ صحیح بخاری کو درس کے طور پر پڑھایا ہے۔ یہ حدیث کہیں بھی نہیں پائی جاتی۔ بس یہ حوالہ غلط دیا گیا۔ اور زور سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ اسکا حوالہ صحیح بخاری سے نکالکر دکھاؤ۔ اور جلد ہی دکھاؤ۔ اور ابھی دکھاؤ۔ ان کے اس پر زور مطالبہ سے عام لوگوں نے یہ خیال کیا۔ کہ شاید ایسا ہی ہو۔ لیکن جب ہم نے خدا کے فضل سے صحیح بخاری سے فوراً حوالہ نکالکر اور پڑھ کر سنا دیا۔ تو مخالفین پر اُسے سُنکر ندامت سے ایک سکتہ کی سی حالت طاری ہو گئی جسکو موت الندامتہ سے تعبیر کرنا چاہیئے۔ اسکے بعد غیر احمدی مناظر نے اپنی ٹرن میں ایک حدیث کو کہ جس میں انبیاء کی چوپائی کا ذکر ہے۔ بیان کیا جس کا حوالہ بار بار طلب کیا گیا۔ اور اخیر تک طلب کیا۔ لیکن حوالہ دینے سے عاجز اور ساکت رہے اور ساکت رہنے سے ایسے نادم ہوئے کہ نادم ہی مجلس سے اٹھے۔ اور درمیان میں سیدنا حضرت مرزا صاحب کے حج کے متعلق بھی سوال کیا گیا جس کے جواب میں بوجہ امن کی شرط کے عدم تیسر سے آپ کا معذور ہونا ثابت کیا گیا۔ اور دوسری معذوری آپ کی دو بیماریوں کیوجہ سے ہی ہے تیسرے آپ کی طرف سے حج کرایا گیا۔ علاوہ اس کے آجتک احمدیوں کا حج کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب حج کے منکر نہیں۔ اور نہ ہی آپکی تعلیم حج کی مانع ہو بلکہ آپ کا حکم ہے۔ کہ اگر کوئی مانع نہ ہو۔ تو ہر مستطیع احمدی فریضہ حج ادا کرے۔

(چنانچہ اس موقع پر خانصاحب بابو فرزند علی صاحب جو احمدیوں کیطرف سے صدر جلسہ تھے۔ انکو پیش کر دیا گیا۔ کہ دیکھو انہوں نے بھی حج کیا ہے)

ایڈیٹر۔ یہ مناظرہ فوراً قلمبند کیا ہوا تھا۔ مگر کسی جگہ کاغذات میں گم ہو گیا۔ اتفاقاً سے یہ آج ملگیا اور بعد ملاحظہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جو ہمارے مناظر تھے درج اخبار کیا گیا۔ الحمدللہ

﴿ ضمیر افروش ﴾

یعنی

﴿ داتوی ناحق کوشش ﴾

یہ فیصلہ کر لینا بہت آسان ہے۔ کہ یزید و شمر میں سے کس کے دل میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق بغض تھا۔ مگر یہ سمجھنا دشوار ہے۔ کہ بایں داتوی کے اندر خدا کے موعود خلیفہ برحق امام قائم۔ فخر رسل۔ مصلح وقت کے متعلق کس قدر بغض کتنا کینہ اور کس طرح کا گند بھرا ہوا ہے۔ اس شخص کے جسم کثیف کا ذرہ ذرہ جہنم کا ایک سالم طبقہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ ایمان و تقویٰ تو اس آگ کی پہلی ہی لپیٹ میں سوختہ ہو چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عقل و ہوش بھی جواب دے رہے ہیں۔ گو بشہادت مولوی سرور شاہ صاحب داتوی (مخدومی حضرت مولنا محمد سرور شاہ مراد نہیں) ان میں سے پہلے بھی کچھ نہ کچھ فتور رہے۔

قلم کو ہاتھ میں لیکر جو جی میں آیا۔ لکھ مارا۔ اور نہ سوچا کہ میں اپنے خنجر ایمان پر تبر چلا رہا ہوں۔ اور چاہ ضلالت میں خود اپنے آپ کو الٹا گرا رہا ہوں۔ آپ کی باتیں کچھ ایسی بے سر و پا ہوتی ہیں۔ کہ تردید کرنیکی بھی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر تاہم اس خیال سے کہ شاید کسی کو ٹھوکر لگے۔ حقیقت حال کا انکشاف کر دیا جاتا ہے۔

یہ مضمون خباثت مشحون ۱۸ اگست کے پیام نافرجام میں "دربار خلافت قادیان کے پانچ لاکھ مبائعین" کی حقیقت کے عنوان سے چھپا ہے۔ جس کی ایک حد تک بیہودگی و لغویت کی یہ کیفیت ہے۔ کہ خود ایڈیٹر صاحب نے اس پر ایک نوٹ لکھکر اس سے اختلاف کیا ہے۔ آپ بھی اسکا خلاصہ داتوی ناحق کوش ہی کے الفاظ میں سُن لیجئے۔

(۱) جب سے میاں صاحب لوائے احمدیت کو گرا کر گدی بنا کر اس پر رونق افروز ہوئے ہیں۔ اس کے بعد ان کی اپنی اخبار الفضل میں طول طویل فہرست مبائعین چھپتی رہتی ہے۔

(ب) اس فہرست میں انہیں لوگوں کے نام ہوتے ہیں۔ جو پہلے ہی کے مرید ہوتے ہیں۔ اور کچھ وہ لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو اپنی ذاتی دنیوی اغراض تجارت وغیرہ کیلئے قادیان جلسہ کے موقع پر آتے ہیں۔ اور ایک کثیر حصہ جو قادیان کے اردگرد سے بغرض تماشا جمع ہوتا ہے۔ ان نو مبائعین کی فہرست مرتب کرنے والے پہلے اور پچھلے سب بیعت کرنے والوں کے نام بلا تمیز سابق و آخر کے نو مبائعین کے عنوان نیچے لکھ دیتے ہیں۔

(ج) دوسری قسم ایسے لوگوں کے نام جو نابالغ بچے ہوتے ہیں۔

(د) تیسری قسم کے ایسے جاہل گنواروں کے نام جنکو محمودی مذہب تو درکنار برسوں نماز تک کا بھی موقعہ نہیں ملتا۔

(۲) چوتھی قسم کے ایسے فرضی نام درج ہوتے ہیں جنکے اخفا کے لئے بجائے مفصل پتہ مقام و ضلع کے حرف ضلع یا کسی بڑے شہر کا نام لکھدیا جاتا ہے۔

(ب) اب بجائے انسانوں کے بُلوں کو بھی اپنے سلسلہ مریدین میں داخل کرنا شروع کر لیا گیا ہے۔

(ج) امید ہے کہ مولنا سرور شاہ اپنے مرشد کے اس معجزے پر الفارق کا دوسرا نمبر شایع کرینگے۔

اقول و باللہ التوفیق۔

اے! دشمن عقل و ہوش۔ کان کھولکر سُن۔ کہ جب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا ہے میں احمدؑ آخر زمان علیہ صلوٰۃ اللہ المنان کو ماننے والے آپ کو راستباز یا ننے والے بڑھ رہے ہیں۔ جیسا کہ خود تم کو با دل ناخواستہ اقرار کرنا پڑا تو اب خود ہی ایمان سے (ایمان سے تو نہیں کہنا چاہیئے ہاں انصاف سے) کہو۔ کہ ہمارے آقا۔ ہمارے امام۔ ہمارے مرشد علام۔ ہمارے رہنما۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے ہادی و مقتداء - لوائے احمدیت کو گرانے والے ہوئے یا اٹھانے والے - لوائے احمدیت کو گرانے والا تو تم بدبختوں کا گروہ ہے - جنکے مسلمہ سید و عالم کی مخبوط الحواسی کا یہ عالم ہے - کہ اب وہ سلطان روم کو خلافت علےٰ منہاج النبوۃ کا مصداق قرار دے رہے ہیں - اور اس خلافت ترکیہ کو - خلافت منصوصہ موعودہ الٰہی قرار دیتے ہیں - بحالیکہ وہ جن کو تم کسی زمانہ میں مسیح موعود - مہدی مسعود مانتے تھے - فرماتے ہیں "میں سلطان روم کو اسلامی شرائط سے خلیفہ نہیں مانتا" (الفضل ...) اس حوالہ کی موجودگی میں سلطان روم کی خلافت کو منصوصہ موعودہ الٰہیہ قرار دینا صریح ارتداد عن الحق ہے - پھر میرا تم سب سے یہ سوال ہے - کہ حق تو تمہارے پاس ہے - اور دنیا کے فرزند - مسئلہ نبوت سے نفور - اور تبلیغ میں مشکلات صرف ہماری راہ میں حائل - پھر بھی احمدیت اسی دست حق پرست پر قبول کی جاتی ہے - جو ازل سے اس سعادت کیلئے مخصوص تھا - اور تم اور تمہارے امیر نافرجام سخت ناکام چلے آتے ہیں - اور چلے جائینگے - کیا وجہ ہے - کہ حضرت محمود کا ایک ادنیٰ سا خادم جتنے لوگوں کو راہ حق دکھا چکا ہے - اس کا دسواں حصہ بھی تمہارے امیر کے ہاتھ پر بیعت نہیں ہوتا - ناکامی کی گردن میں یہ طوق لعنت حشر تک آنے والوں کے لئے ایک نشان رہیگا *

(ب) یہ کہنا کہ اس فہرست میں صرف ان ہی لوگوں کے نام ہوتے ہیں - جو پہلے سے مرید ہیں - محض ژاژ خائی ہے - دس بیس نام پیش کرکے ثبوت تو دیا ہوتا - اور جب تم خود کہتے ہو - کہ دنیوی اغراض تجارت کیلئے جمع ہوتے ہیں - تو پھر بیعت کرنا یعنی چہ - غالباً اپنے نفس پر قیاس کرکے ایسا لکھ دیا ہے - کہ سب ہی تجارتی اغراض لیکر آتے ہیں - حالانکہ قرآن مجید نے تو حج ایسے فریضہ پر بھی تجارت کی اجازت بلکہ ترغیب فرمائی ہے

(د) یہ کہنا کہ جلسہ پر آنے والوں کے نام تمام سال درج ہوتے رہتے ہیں - حد درجے کی سفاہت اور شقاوت ہے - آنکھوں والے دیکھ رہے ہیں - کہ فہرست جو شائع ہوتی ہے - ماہوار ہے اور جس مہینے میں کوئی بیعت کرتا ہے - اسی مہینہ کا نام بھی دیا جاتا ہے -

(ج) نابالغ بچوں کا طعنہ دیا - مگر یہ خیال نہ کیا - کہ کیا یہ شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے - کیا جن کے ماں باپ احمدی ہو جائیں - ان کے نابالغ بچے تبعاً ان کے ساتھ نہیں سمجھے جائینگے - کیا جب کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہوتا ہے - تو تم یوں اعلان کرتے ہو - کہ فلاں شخص مسلمان ہو گیا - مگر اسکے نابالغ بچے تاحال کفر پر قائم ہیں -

(ہ) یہ کہنا کہ جاہل گنوار بیعت میں داخل ہوتے ہیں - کوئی نیا اعتراض نہیں - بلکہ تمہارے مورث اعلیٰ اس سے بہت پہلے ایسا کہہ چکے ہیں - چنانچہ انہوں نے کہا نہ اب بلکہ نوح علیہ السلام کے زمانے میں بھی یہی بکواس کی کہ ھم اراذلنا بادی الرای - پھر بھی شیطنت کا ذہنیوں کے سردار حضرت محمد مختار کے عہد میں بولے - کہ انؤمن کما اٰمن السفہاء - تو ان کو کیا دندان شکن جواب ملا - کہ الا انھم ھم السفہاء ولکن لا یعلمون - سو آج ہم بھی یہی پاک کلمات دہراتے ہیں - اور اگر یہ تمہارے لئے کافی نہیں تو پھر اسکا بہترین جواب جہنم کے اس طبقے میں ملیگا - جو ایسے لوگوں کیلئے مقرر ہو چکا ہے -

(۲) فرضی نام درج ہوتے ہیں - اور ان کے اخفاء کیلئے محض ضلع کا نام شائع ہوتا ہے - معترض جو کشتہ نا تراش ہے - الفضل کو غالباً مبایعین کی فہرست کا رجسٹر سمجھتا ہے - حالانکہ محض اطلاع اور یدخلون فی دین اللہ افواجاً - کی معجز نما کاروائی دکھانے کے لئے صرف نام دیدئے جاتے ہیں - اور ضلع کا نام اسلئے لکھ دیا جاتا ہے - کہ اس ضلع کا سکرٹری آگاہ ہو کر یہاں سے پورے پتے منگوالے - چنانچہ ایسا بہت سے احباب کرتے ہیں - جسے شک ہو وہ بھی کسی شخص کا ایڈرس دریافت کر سکتا ہے

(۲) بجائے انسانوں کے پلوں کی بیعت - اسپر استہزاء - محض سفیہانہ حرکت ہے - جب کہا جاتا ہے - کہ فلاں گاؤں مسلمان ہو گیا ہے - فلاں محلہ اسلام لے آیا - فلاں شہر ایمان لایا - تو اس سے کیا مراد ہوتی ہے - پس اگر گاؤں اور محلہ اور شہر مسلمان ہو سکتے ہیں - تو پلوں کا ایمان بھی قابل تعجب نہیں - آپ امیرا کدل پر جائیں - وہاں کوئی نہ کوئی حلقہ بگوش احمدیت سید نا محمود کی غلامی کو ہفت اقلیم کی تاجداری پر ترجیح دینے والا ضرور مل جائیگا *

سنیئے بات یہ ہے - کہ ایک صاحب نے اپنا ایڈریس لکھا - امیرا کدل - سرینگر - کشمیر - غلام حسن درزی کو ملے - وہ صاحب جن کے پاس رجسٹر بیعت ہے - کثرت کار میں زیادہ توجہ نہ دے سکے اور سرسری نظر میں یہ سمجھے کہ امیرا کسی شخص کا نام اور کدل کوئی ذات ہو گی - لہٰذا انہوں نے اسی پر اکتفا کیا - اور اسی طرح پر چھپ گیا - کیونکہ ناموں کے متعلق کوئی خاص اصل نہیں ہے بہت ممکن ہے - کہ ایک شخص کا نام امیر ہو - اور کدل اسکی ذات ہو - یا کسی مقام کی طرف منسوب ہو - اس لئے غلطی لگ جانا آسان ہے - مگر خیر اصل بات واضح کر دی گئی - جس پر کسی قسم کی نکتہ چینی نہایت فضول ہے - ایسی قلمی لغزشیں آئے دن اخباروں میں ہوتی رہتی ہیں - بہرحال ہم امید کرتے ہیں - کہ الفضل میں اس خط کا عکس آپ کی مزید تسلی کیلئے چھاپ دینگے *

ضرورت ہے - فاروق پریس کیلئے جو کہ دستی پریس ہے ایک پریس مین اور دو کل کشوں کی ضرورت ہے ایکہزار داب روزانہ کارگذاری ہو گی - تنخواہ معقول ملیگی - درخواست بنام مینجر فاروق قادیان کے آنی چاہئے *

زار کبھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

تاجدار روس کے واقعہ قتل کے متعلق جسقدر بیان شایع ہو رہے ہیں۔ ان میں سے کسی سے بھی اس امر کا پتہ نہیں لگتا۔ کہ روس کی ملکہ اور اس کے لڑکے بالے کس طرح قتل ہوئے۔ انقلاب روس کے وقت ہنری اور چارلس نامی دو فرانسیسی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے اس بارے میں ایک کتاب لکھی ہے۔ اور اس راز کو جسے لوگ جاننے کیلئے بیتاب و مضطر تھے۔ بے نقاب کر دیا ہے ؂

ان کا بیان ہے۔ کہ شاہی خاندان کے قتل کے وقت الکس ڈوبرو ڈنسر موقعہ پر موجود تھا۔ یہ شخص ملکہ کا مخفی پیامبر تھا۔ اور شاہی خاندان پر تباہی آتے دیکھکر مفرور ہو گیا تھا۔ لیکن شاہی خاندان سے اسے جو عقیدت و محبت تھی۔ اسکے باعث زیادہ دیر تک پوشیدہ نہ رہ سکا۔ اور جعلی نام اختیار کر کے اکاٹرن برگ کی سرخ سپاہ میں لفٹنٹ بن گیا۔ اس نے زار کے قتل کے چند منٹ بعد اس راز کا ان کے روبرو انکشاف کیا تھا۔

مہرِ مادری

ڈوبرو ڈنسر کے بیان کے بموجب جب ملکہ روس ولیعہد اور گرینڈ ڈچس کو بالشویکوں نے گھیرا۔ اس وقت ان کے منہ سے جوش غضب کی حالت میں جھاگ نکل رہی تھی۔ اور وہ غصے سے دیوانہ ہو رہے تھے۔ لوگوں کی عدالت انصاف کے جج جیکو ولیف نے بلند آواز سے کہا۔ "ملکہ! لوگوں کے خون کا پیاسا تیرا خاوند نکولاس اپنے کیفر کردار کو پہنچ چکا ہے۔ اب تیری باری ہے۔"

ملکہ نے اپنے بچے کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے بھرائی ہوئی۔ لیکن شاہانہ آواز میں جواب دیا "میری زندگی لے لو۔ خدا شاہد ہے۔ اس بچے کا کوئی قصور نہیں۔ جو الزامات مجھ پر اور میرے مرحوم خاوند پر عائد کئے گئے ہیں۔ ان سے یہ معصوم بچہ بری الذمہ ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ اس نے کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف نہیں کی اس لئے اسے کیوں مارتے ہو۔ میں تم سے انصاف رحم اور انسانیت کے نام پر اپیل کرتی ہوں کہ میرے معصوم بے سمجھ بچے کو چھوڑ دو۔ مجھ سے انتقام لو۔ ان بے گناہ عورتوں کو جنہوں نے تمہارا کوئی قصور نہیں کیا۔ کچھ نہ کہو"۔

یہ کہکر ملکہ نے اپنے لڑکے کو چھاتی سے لگا لیا۔ اور آہ سرد بھر کر بولی "خدا تم پر رحم کرے"۔

موت کا مقابلہ

جیکو ولیف اپنے بدقسمت قیدیوں کو جنگل میں لے گیا۔ ملکہ شاہانہ وقار اور رعب و داب کیساتھ چل رہی تھی۔ لیکن دوسری عورتیں سسکیاں بھر رہی تھیں۔ جیکو ولیف کے احکام سے درختوں کی خشک ٹہنیاں اکٹھی کی گئیں۔ اور ان کے اوپر موٹے موٹے تنے رکھے گئے۔ سپاہی، ملاح، اور اکاٹرن برگ کی خوفناک عورتیں اس چتا کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ اور لکڑیوں کو آگ لگا دی گئی۔ بدقسمت قیدی بھاگنے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن انہیں خنجروں اور نیزوں سے کچوکے دے دے کر آگ کے شعلوں میں پھینکا جاتا تھا۔ گرینڈ ڈچس نے تین دفعہ پیچھے ہٹنا چاہا لیکن خوفناک بالشویک درندوں نے اس کی پیہم آہ و زاری کے باوجود اس پر رحم نہ کیا۔ اور اسکو آگ میں دھکیل دیا۔ آخر وہ اپنے قاتلوں کے پاؤں پر گری اور ٹھنڈی ہو گئی ؂

ملکہ اور اس کا لڑکا لاوری سے آگے بڑھے۔ اور دھوئیں کے غبار میں غرق ہو گئے۔ مصنفین کا خیال ہے۔ کہ اسوقت وہ شاہانہ لباس میں نہیں تھے ؂

زار نکولاس کے آخری لمحے!

ڈوبرو ڈنسر زار کے قتل کا بھی عینی شاہد ہے اس کا بیان ہے کہ

چیخوں کی آواز سنکر میں اکاٹرن برگ کے کمرہ گارد میں پہنچا جہاں بیس کے قریب سپاہیوں نے زار روس ڈاکٹر بوٹکن جنرل ٹاٹیچیف ٹیوٹر گلر ڈ اور دو اور آدمیوں کو دیوار کے ساتھ کھڑا کیا ہوا تھا۔ زار روس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ لیکن وہ خاموش تھا۔ جنرل ٹاٹیچیف نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن ایک سپاہی نے اسے دیوار کے ساتھ دھکیل دیا۔ میں نے کہا "جب تمہاری غلامی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ تو اس قتل سے کیا فائدہ ہے۔ بہتر یہ ہے۔ کہ ان پر فوجی عدالت میں مقدمات چلائے جائیں"۔ اسپر لوگوں نے چلا کر کہا۔ یہ ملکہ کا نوکر ہے۔ اسے فوراً گرفتار کر لو۔ ایک ملاح نے میری چھاتی پر ریوالور رکھ دیا۔ لیکن ابھی وہ گھوڑا دبانے نہ پایا تھا۔ کہ جیکو ولیف نے دخل اندازی کی اور کہا۔ "لفٹنٹ پر پھر مقدمہ چلیگا۔ لیکن یہ آدمی نہیں بچ سکتے"۔ ابھی اس کی بات ختم نہ ہوئی تھی۔ کہ ایک شخص نے بندوق چلائی۔ اور زار کا ایک ساتھی مر کر گر گیا۔ اسکے بعد فیر شروع ہو گئے۔ زار روس نے اپنے ہاتھ سینے پر لپیٹے ہوئے تھے۔ اور پر اضطراب لہجہ میں کہہ رہا تھا۔ وہ اچانک ایک گولی لگنے سے گر کر سرد ہو گیا ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ ہی شافی ہے

مندرجہ ذیل ادویہ کو پورے تجربہ کے بعد نہایت مفید پایا ہے۔ چنانچہ اسکے استعمال سے نوے فیصدی مریض بالکل صحتیاب ہوئے ہیں۔ اسلئے یہ رعایت رکھدی ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو فائدہ نہ ہو۔ حلفیہ بیان کرکے اپنی قیمت واپس لے سکتا ہے۔ حلف جس طرح ہم لکھیں اٹھانی ہوگی۔ مریض کو اپنے پوری حالات لکھنے پر دوائی ارسال ہوگی۔ بغیر تشخیص مرض دوا نہ بھیجی جائیگی ٭

سفوف دافع جریان۔ سیلان منی مرد و عورتوں کیلئے فی تولہ ۲؍

گولیاں دافع احتباس۔ یعنی جس عورت کو ماہواری ایام کم آتے ہوں یا بالکل بند ہوں یا سخت دردیں ہوتی ہوں۔ یا مدت معینہ سے کم و بیش دنوں میں آتا ہوتی گولی ۲؍

گولیاں دافع استحاضہ۔ جس عورتوں کو ماہواری خون کثرت سے آتا ہو۔ یا معینہ میں دو تین بار آتا ہو جسکی وجہ سے وہ کمزور ہوگئی ہو۔ فی گولی ۲؍

مقدار دوا۔ ہر ایک مریض کو آٹھ خوراک سے لیکر تیس تیس خوراک تک بیماری کی کمی بیشی پر دوائی کھانی پڑتی ہے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

پتہ۔ مولوی نظام الدین مبلغ قادیان ضلع گورداسپور

فاروقی خضاب

یہ خضاب نو ایجاد جسکا نشان (ٹریڈ مارک) منارۃ المسیح ہے بالوں کو سیاہ کرنے میں لاثانی ہے اسکو لگا کر باندھنے وغیرہ کی کوئی دقت نہیں۔ چند منٹوں میں بال سیاہ ہوکر مثل ریشم کے ہو جاتے ہیں۔ وقت ۔۔۔ جلن یا تکلیف مثل بعض دیگر خضابوں کے اسکے لگانے سے نہیں ہوتی ۔۔۔ مرد و زن کو یکساں مفید ہے۔ ایک لمبے تجربہ کے بعد ہم یہ کہنے کے قابل ہوئے ۔۔۔ کہ ہمارا خضاب عمدگی اور ارزانی میں موجودہ تمام خضابوں سے بڑھکر ہے۔ ایکبار تھوڑے سے پیسے خرچ کرکے اسکو لگا کر آزمائیے اگر واقعی اچھا ہو تو ہمیشہ لگائیے۔ ورنہ پھر کبھی اسکے نزدیک جائیے یا نہ جائیے چند پیسے ہمنے ایک مرتبہ آپ سے ٹھگ لئے یا انشاء اللہ ہمیشہ کیلئے آپ ہمارے خریدار ہو گئے۔ آزمائش شرط ہے یہ کاٹھ کی ہانڈی نہیں جو ایکدفعہ چولہے پر رکھتے جل جاوے۔ قیمت ایک شیشی ایک اونس معہ برش ۱۲؍ تین شیشی ایک برش ۳؍ چھ شیشی ایک برش ۶؍ محصولڈاک معہ پیکنگ خرچہ ایک شیشی ۴؍ تین شیشی ۸؍ چھ شیشی ۱۴؍

عمر اینڈ برادرز دارالفضل سٹریٹ فاروق منزل قادیان (پنجاب)

مجرب دوائیں طلب فرمائیں۔

(۱) شربت فولاد۔ جو طاقت اور خون صالح پیدا کرتا ہے قوت ہاضمہ کو قوی کرتا ہے۔ اعضاء رئیسہ کو تقویت بخشتا ہے۔ فی بوتل کلاں ۳؍

(۲) شربت دافع قبض۔ قبض کو رفع کرتا ہے اور بلا کسی ضعف و کمزوری کے اجابت بافراغت روزانہ ہو جاتی ہے۔ کسی قسم کا پرہیز نہیں۔ فی بوتل کلاں ۳؍

(۳) چٹنی نہایت خوش ذائقہ ہے۔ غذا کو ہضم کرتی اور اشتہا کو بڑھاتی ہے۔ فی سیر ایک روپیہ ۸؍

(۴) بخار کی گولیاں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے بخار کو دور کرکے خون کو صاف کرتی ہیں۔ اور قبض نہیں ہونے دیتیں فی درجن ۔۔۔

(۵) حب قبض کشا۔ ہر قسم کی قبض کو دفع کرتی ہیں اور بھوک لگاتی ہیں۔ فی درجن ۴؍

(۶) علاوہ ازیں ایسے مایوس مریضوں کا جنکے اولاد نہیں ہوتی اور تمام عمر علاج کرتے کرتے گذر گئی۔ اور پھر ناکام رہے خدا کے فضل سے اگر وہ میرا علاج شروع کردیں۔ تو انشاء اللہ اوس قادر مطلق کے فضل سے اور مسیح موعودؑ کے صدقہ سے انکے گھر اولاد ہوگی۔ مفصل حالات لکھکر بھیجدیں انکا علاج کیا جائیگا۔ اور کامیابی خدا کے فضل و کرم سے ضرور ہوگی۔ خدا کی ذات سے ناامید ہونا مومن کی شان نہیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس عاجز کے تیار کردہ شربت فولاد اور چٹنی کا استعمال فرمایا ہے۔ ہر دو ادویات کو مفید پاکر ارشاد کیا ہے۔ کہ میری تیار کردہ ادویات کو جماعت کے احباب ضرور استعمال کریں۔ میں اور دوائیں بھی تیار کرتا ہوں جن کی تفصیل مفصلہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کرنے پر معلوم ہو سکتی ہے ادویات مندرجہ بالا سریع التاثیر اور مفید تر ہیں۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر۔ حکیم نور احمد احمدی اینڈ کو تاجر ادویات۔ اکولہ۔ برار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ صاحب کا مصدقہ ممیرا۔ اور حضرت خلیفہ اول کا بنایا ہوا

سرمہ ممیرا اور ست سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ مینے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا آپ نے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزار روپیہ کماتے ہیں۔ مینے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شایع کیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ الحمد للہ علی ذالک

میں اس سرمہ اور ممیرے کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود کا مصدقہ ہے۔ اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفہ اولؓ کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں۔ یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سرمہ کو استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامۃ نے اسکے متعلق فرمایا۔ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ سبل اور سرخی چشم اور ابتدائی موتیابند و دیگر امراض کیلئے مفید ہے۔ قیمت سرمہ اول فی تولہ عہ اصلی ممیرا کی قیمت فی تولہ عہ یہ سرمہ جنکی آنکھیں دکھتی ہوں۔ انکے لئے بہت مفید ہے۔ اور مجرب اور مقوی بصر ہے خصوصاً طلباء کیلئے۔

ست سلاجیت۔ محیط اعظم سے نقل کیا ہے جسکی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضا نافع صرع منتہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقاء و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت فساد بلغم۔ و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و سستی درد مفاصل کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود بہمراہ دودھ استعمال کریں۔ قیمت قسم اول فی تولہ عہ

المشتہر

احمد نور کابلی تاجر جہاجر قادیان ضلع گورداسپور

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر ایم قاسم علی صاحب کے فاروق منزل سے شائع کیا)